کیا جرابوں پر مسح جائز ہے
از قلم
مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
منجانب
النعمان سوشل میڈیا سروسز

# القول المحمود لهداية داؤد

المعروف بہ

# کیا جرابوں پر مسح جائز ہے؟

## آغاز سخن:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد:

برادران اسلام! پاکستان جن حالات میں وجود میں آیا اور اس نوزائیدہ مملکت کو جس اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے، اس کا احساس ہر صاحبِ ضمیر پاکستانی کو ہے۔ پھر پاکستان میں فیصل آباد کو جو مرکزیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں یہاں کے علماء اہلِ سنت (حضرات علماء دیو بند) نے ہمیشہ صلح و آشتی کا درس دیا، یہ شرعی فریضہ بھی تھا اور ملک کی ضرورت بھی، لیکن اس کے برعکس حضرات غیر مقلدین نے ایک طرف عوام کے سامنے عامل بالحدیث ہونے کا ڈھنڈورا پیٹا، دوسری طرف بغیر کسی تازہ چھیڑ چھاڑ کے دینی و مذہبی تقیہ بازی اور تبرا بازی کے اظہار کے لئے ''داد حق'' نامی پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا، لیکن اس کا مواد اتنا گندہ تھا کہ ہر شریف النفس نے ان کی طرف تھوک دیا۔ اہلِ سنت و الجماعت نے پھر بھی اپنی ساری توجہ دین کے تعمیری کاموں میں مبذول رکھی اور ایسے گندہ فطرت لوگوں کو منہ نہ لگایا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس خاموشی پر گالیاں دینے والے الحیاء شعبة من الایمان کے موافق شرمسار ہوتے اور آئندہ ایسی حرکت سے توبہ کر لیتے اور مسلمانوں کو

پیار و محبت کا درس دیتے، لیکن پھر ایک رسالہ ''مسلک احناف'' نامی شائع کر دیا گیا، جس پر بظاہر نام ایوب کا ہے لیکن دراصل یہ رسالہ تمام جماعت کے عیوب کا آئینہ دار ہے، اس پر بھی علماء اہلِ سنت والجماعت نے یہ سمجھ کو تھوک دیا کہ ان کے مذہب غیر مہذب کی بنیاد ہی بدگمانی اور بدزبانی پر ہے جو کچھ دیگ میں ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے، چونکہ ان دونوں رسالوں سے ہر منصف مزاج سمجھ چکا تھا کہ اس فرقہ کے پاس کتاب وسنت کا علم نہیں صرف گالیاں ہی گالیاں ہیں کیونکہ ان کے بڑے بڑے اداروں میں سے جو بھی نکلا ہے سو باون گز ہی نکلا، وہ گالیوں کی گردان یاد کرتا ہوا نکلا۔ اس کے بعد پھر ان کی میٹنگ ہوئی کہ ہمارا فرقہ ساری عوام میں گالیوں والا فرقہ مشہور ہو گیا ہے اور ہر شخص پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کی کوئی خدمت نہیں کرتے۔ ادھر علماء احناف نے گندہ دہنوں کو منہ لگانے کے قابل ہی نہ سمجھا، اس لئے اب کوئی حدیثی کارنامہ انجام دو تا کہ سابقہ سبکی کی بھی تلافی ہو جائے اور ہمارا کوئی تعمیری کام بھی سامنے آئے، مگر سوال یہ تھا کہ دین کا تعمیری کام مقلدین نے اتنا مکمل کر دیا ہے جس پر اضافے کی کوئی گنجائش نہیں، اب ہم کیا کریں؟ سیرت نبوی ﷺ، سیرت صحابہ ؓ، سیرت فقہاءؒ، سیرت محدثینؒ وغیرہ سب پر مقلدین نے خوب کام کیا ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ آخر اس جماعت کو ان کے اپنے ذوق کے موافق یہ کام پسند آیا کہ کوے کی سیرت اور اس کے فضائل وفوائد پر کتاب لکھی جائے، اس پر ادارہ علوم اثریہ نے نہ صرف مبارکباد پیش کی بلکہ ماموں کانجن کے شیخ الحدیث بھی خراجِ تحسین پیش کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس کتاب کا نام ''کشف الحجاب'' رکھا گیا جس سے اس کے دعویٰ حدیث اور تہذیب سے پردہ اٹھ گیا اس رسالہ میں اپنے دعویٰ عمل بالحدیث سے یوں پردہ اٹھایا کہ حدیث شریف کی مشہور اور مسلّمہ کتاب صحیح مسلم شریف کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کر دیا گیا:

شاباش ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اور اپنی تہذیب سے یوں پردہ اٹھایا کہ تمام عالم اسلامی میں رائج فقہ حنفیہ کو:

(۱)............مذمومہ موہومہ عطر شریعت (ص۹۱)

(۲)............کوفہ کا سوشلزم (ص۱۶)

(۳)............خباثت باطنی وظاہری نجاست (ص۵۲)

(۴)............شیطانی الہامات (ص۶۲)

(۵)............فقہ حنفی میں غلیظ مواد (ص۳۰)

(۶)............سینکڑوں محرمات کا ارتکاب (ص۹۲)

کے خطاب سے نوازا گیا۔

اور علماء اہل سنت والجماعت متوسلین حضرات علماء دیوبند کو:

۱............مذہبی مسلی اور مراثی (ص۱۵)

۲............سروجی حضرات (ص۱۸)

۳............حالات کے پروردہ، گردش ایام کی تخلیق (ص۱۹)

۴............انگریز کے ہمنوا (ص۱۹)

۵............ایمانوں پر ڈاکہ زن (ص۱۹)

۶............نوسر باز (ص۲۰)

۷............لچر اور بیہودہ (ص۲۰)

۸............حنفی ملاؤں (ص۶۰)

۹............فبهت الذی کفر (ص۶۱)

۱۰............مقلدین کا موروثی دجالانہ پن (ص۶۱)

۱۱............بدطینت لوگ (ص۶۱)

۱۲............کذب وافترا اور دجالیت (ص۶۱)

۱۳............شاطرانہ چال (ص۷۱)

۱۴............یہ (دیوبندی، بریلوی) ایک گاہک، دوسرا دلال ایک ہی قسم کے ہیں یہ دونوں

دجال (ص ۲۴)

۱۵..........چکر بازی (ص ۸۶)

۱۶..........خیانت ودجالیت (ص ۱۸)

۱۷..........منافقانہ سیاسی لاتعلقی (ص ۲۰)

۱۸..........من حرامی (ص ۹۱)

۱۹..........حنفی عوام کالأنعام (ص ۹۱)

آخر: گالیوں کے بعد مطالبہ یہ کیا کہ ''تقلیدی جمود اتار کر ابوحنیفہ (بغیر لفظ امام یا حضرت) کی کلیۃً بغاوت کردیں۔'' ص (۲۹)

عجیب بات تو یہ ہے کہ پوری جماعت غیر مقلدین میں سے ایک بھی رجلِ رشید نہ اٹھا جو انہیں ایسی حرکتوں سے باز رکھتا اور انہیں یہ کہتا کہ دوسری طرف سے کوئی تازہ چھیڑ چھاڑ نہیں ہو رہی اور اہلِ سنت والجماعت نے تمہاری اس ناز وادا کو معشوقانہ چھیڑ چھاڑ سے زیادہ اہمیت نہیں دی بلکہ لب ہائے عقیقی کی ان گالیوں کو کسی حسینہ کی جبلت خودنمائی کی طرح مجبوری پر محمول کیا، یہاں تک کہ کسی نے اتنا بھی نہ کہا:

لگے ہو منہ چڑانے، دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی، خبر لیجئے دہن بگڑا

بہر حال علماء اہلِ سنت والجماعت نے پھر بھی یہی کہا: ایک بنو اور نیک بنو، اس کے بعد شاید چند ہی دن سکون سے گزرے ہوں گے مگر خدا ستیاناس کرے جبلت خودنمائی کا جو انا خیر منہ کا نعرہ لگواتی ہے۔ مولانا یوسف انور صاحب کو مسلمانوں کا اتفاق ایک آنکھ نہ بھایا۔ انہوں نے ایک پمفلٹ ''جرابوں پر مسح'' شائع فرما کر فیصل آباد کی ہر مسجد اور ہر گھر کو پھر میدانِ جنگ بنا دیا۔ اگر مولانا یوسف انور صاحب یہ پمفلٹ شائع نہ فرماتے تو دنیا کیسے جانتی کہ دنیا میں ایسے صاحب انوار مجتہد بھی ہیں جو پوری امت کو نئے اجتہادات سے روشناس کرا سکتے ہیں۔ اس پمفلٹ سے دینی خرابی تو یہ رونما ہوئی کہ لوگ فرائض وضو کے

تارک ہو کر اپنی نمازیں ضائع کرنے لگے جو اسلام کی سب سے بڑی عبادت ہے اور دنیاوی خرابی یہ پیدا ہوئی کہ مسلمانوں میں اتفاق واتحاد کی بجائے نفاق واختلاف کا ایک سیلاب امڈ آیا۔ ایک طرف سے دوسرے فریق کو منکر حدیث کا طعنہ دیا جانے لگا، دوسری طرف فریق اول کو بے نماز اور منکر قرآن اور احادیث متواترہ کا منکر کہا جانے لگا پھر یہ جھگڑا بھی ہر روز پانچ مرتبہ شروع ہوتا۔ اس فساد سے شاید نفاق پسند طبیعتوں کو کوئی مسرت حاصل ہو لیکن با ضمیر حضرات اس فضاء کو نہ دیکھ سکے چنانچہ مولانا قاری ریاض احمد صاحب نے ایک مختصر پمفلٹ شائع فرمایا جس میں نہ کسی محدث کو گالی دی اور نہ کسی کو برا بھلا کہا بلکہ اس غرض سے کہ یہ اختلاف کی فضاء مٹ جائے اور مسلمان مل کر تعمیری کام کریں۔ مولوی یوسف انور کے تین مسلمہ بزرگوں: (۱) ان کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین صاحب دہلوی (۲) مولانا ابوسعید شرف الدین صاحب دہلوی (۳) مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری کے بیانات شائع کردیئے، اس کا مقصد مسلمانوں میں اتفاق واتحاد برقرار رکھنا تھا۔ الحمد للہ کہ قاری صاحب کی یہ کوشش بہت بار آور ثابت ہوئی۔ بہت سے غیر مقلدین نے میاں صاحب اور دیگر بزرگوں کے فتاویٰ دیکھ کر جرابوں پر مسح چھوڑ دیا کیونکہ ان تین بزرگوں نے صاف لکھا تھا کہ جرابوں پر مسح نص قرآنی کے خلاف ہے، احادیث متواترہ کے خلاف ہے اور جن روایات سے یوسف انور صاحب کو دھوکہ ہوا ہے (یا دانستہ ایسا کیا گیا ہے) نہ ہی ان کی صحت ثابت ہے اور نہ ہی ان میں باریک اور مروجہ جرابوں کا ذکر ہے، عوام اور منصف مزاج غیر مقلدین تو بات کو سمجھ گئے لیکن بعض ضدی لوگوں کو یہ اتفاق نہ بھایا، چنانچہ ان کی نیند حرام ہو گئی۔ ہر ادارے میں میٹنگز (MEETINGS) ہونے لگیں، لیکن اپنے موقف کی کمزوری ان کو معلوم ہو چکی تھی۔ آخر جواب لکھنے کا فیصلہ ہوا لیکن جواب کون لکھے اور کس نام سے چھپے؟ تمام مدارس کے بڑے چھوٹے حضرات نے لال بجھکڑ کا خطاب محمد داؤد خان امرتسری کو دیا کہ محنت سب کی ہو گی نام آپ کا! محمد داؤد خان کو فیصل آباد میں درس و خطابت کے لئے کوئی مسجد نہ مل سکی۔ حدیث پاک میں مسجد کو خیر البقاع اور بازار کو شر البقاع

فرمایا ہے۔ مولوی موصوف ایک بازار (شر البقاع) میں نماز پڑھاتے ہیں اور مدرسہ دار القرآن والحدیث میں شیخ الحدیث ہیں۔ شاید اس بازاری ملا کو اس مناسبت کی وجہ سے منتخب کیا گیا کہ بازاری زبان کے استعمال میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ اس بازاری ملا محمد داؤد خان صاحب کا مبلغ علم یہ ہے کہ جناب نے سارا مواد رسالہ المسح علی الجوربین تالیف علامہ جمال الدین قاسمی ناشر جمعیت الدعوۃ الاسلامیہ حاجی آباد فیصل آباد سے چوری کیا ہے۔ دعویٰ ترک تقلید کے ساتھ یہ سرقہ بازی کوئی قابل تعریف حرکت نہیں۔

## رسالہ کا نام:

جناب نے رسالہ کا نام رخصة رسول الثقلين فى المسح على الجوربين و النعلين رکھا ہے یعنی رسول پاک ﷺ نے یہ رخصت دی ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے جرابوں اور جوتوں پر مسح کر لیا کرو صرف جوتوں پر مسح کرنے کا رواج ابھی تک غیر مقلدین نے نہیں اپنایا کہ جرابیں ہوں تو جرابوں پر مسح کر لیں ورنہ صرف جوتوں پر مسح کر لیں تاکہ قرآن پاک کی مکمل مخالفت ہو جائے۔ آخر غیر مقلدین یہ روش کب اپنائیں گے، قرآن پاک اور احادیثِ متواترہ کا تو صاف انکار کریں اور کوئی ضعیف اور شاذ روایت مل جائے تو اس کو بھی آدھی مانیں آدھی ترک کر دیں، یہ حدیث دشمنی ہے یا عمل بالحدیث؟ أفتؤمنون ببعض الكتاب و تكفرون ببعض بازاری ملا نے اپنے سارے رسالے میں جوتے پر مسح کے احکام ذکر نہیں کئے گویا اپنے رسالے کے نام کے آدھے حصے پر زور آزمائی ہوئی اور آدھا نام نسیاً منسیاً ہو گیا۔

## مرقع تہذیب:

مولوی داؤد صاحب نے رقیق (باریک) جرابوں پر مسح نہ کرنے والوں: میاں نذیر حسین، مولوی شرف الدین، مولوی عبد الرحمٰن مبارکپوری پر طرح طرح کی عنایات کی ہیں:

۱............عذاب الیم کے مستحق ہیں یعنی جہنمی ہیں (ٹائٹل)
۲............وہ نائی عن الحق یعنی حق سے منہ موڑنے والے ہیں (ص۲)
۳............وہ اپنی خواہشوں کو خدا و معبود مانتے ہیں یعنی مشرک ہیں (ص۲)
۴............وہ (نذیر حسین وغیرہ) علیت صبیان (لونڈے) ہیں (ص۲)
۵............یہ لوگ بلیک میلر ہیں (ص۲)
۶............یہ لوگ خدا کے منکر ہیں (ص۳)
۷............یہ لوگ بد بخت ہیں (ص۵)
۸............سخت مغالطہ میں ہیں (ص۶)
۹............یہ کم تولنے والے لعنتی ہیں (ص۷)
۱۰............یہ صداقت کا منہ چڑاتے ہیں (ص۹)
۱۱............اسرائیلی سنت ہے (ص۱۱)
۱۲............ان سے خدا ناراض ہے (ص۱۲)
۱۳............جو مسح نہ کرے وہ شیطان ہے (ص۱۳)
۱۴............سنت کا مخالف ہے (ص۱۳)
۱۵............ان کے پیشوا بے عقل اور گمراہ ہیں (ص۱۴)
۱۶............اندھا بن کر (ص۱۴)
۱۷............مینڈکی کو بھی زکام ہو گیا (ص۱۷)
۱۸............موٹی جرابوں کی شرط لگانا غلو فی الدین ہے (ص۱۶)
۱۹............غلو زیادتی کرنے والے تباہ ہو گئے (ص۱۲)
۲۰............یہ وہ کوے ہیں جو قوم کو مردار خوری پر لگاتے ہیں۔
۲۱............وہ پیغمبر کے راستے کے مخالف ہیں جو کبھی منزل پر نہیں پہنچیں گے (ص۱۰)
۲۲............یہ اندھے جانور ہیں بے مہار ے ہیں (ص۱۷)

یہ بائیس بازاری گالیاں ہیں جو مولوی صاحب نے میاں نذیر حسین، دہلوی، مبارکپوری اور شرف الدین صاحب اپنے بزرگوں کو دی ہیں۔ اتنی گالیاں نکال کر بھی یہ فرماتے ہیں:

مجھ سا وفادار نہ پاؤ گے جہاں میں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

میں جمعیت اہل حدیث اور ان کے شیخ الحدیث سے پوچھتا ہوں کہ یہ بازاری گالیاں حضرت محمد ﷺ کی سنت ہیں (معاذ اللہ) یا مرزا قادیانی اور سوامی دیانند کی؟ نیز میں خواص و عام غیر مقلدین سے پوچھتا ہوں کہ دیکھئے اپنے مدارس میں گالیوں کی جو گردانیں یاد کراتے ہیں اب میاں نذیر حسین، مبارکپوری اور شرف الدین صاحب کو بھی وہ حصہ پہنچ رہا ہے، کیا آپ نے مولوی داؤد صاحب کو اس پر مبارک باد پیش کی ہے؟ داؤد صاحب نے اپنے اکابر کو گالیاں دینے کا جو ریکارڈ قائم کیا ہے، شاید ہی یہ ریکارڈ بیٹ (BEAT) ہو سکے (یعنی شاید اس ریکارڈ کو کوئی مات دے اور شاید ہی کوئی توڑ سکے)۔ داؤد صاحب! آپ نے ان اکابر کو ۲۲ گالیاں پارسل کر دیں لیکن جن اصاغر نے آپ کو اس پر ابھارا ہے وہ بھی تو جوتوں پر مسح نہ کر کے آپ کی مندرجہ روایات کے مخالف ہیں، آپ خود بھی جوتوں پر مسح نہیں کرتے، اس لئے ہم جناب کا تیار کردہ گالیوں کا ہار آپ ہی کو پیش کرتے ہیں اور ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ حق بحق دار رسید۔

## اکابر اور اصاغر غیر مقلدین:

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری اور میاں شرف الدین صاحب دہلوی کے فتاویٰ کے جواب میں اصاغر غیر مقلدین ''داؤد اینڈ کو'' لکھتے ہیں: غیر مقلد تو کسی کی تقلید نہیں کرتے سوائے خاتم النبیین ﷺ کے تو پھر بعض علماء کے فتاویٰ پیش کر کے یہ امید رکھنا کہ وہ اس پر عمل پیرا ہو جائیں گے، دیانت اور صداقت کا خون کرنا

ہے۔اپنے پر قیاس کرنا غیروں کو کار بےلذت ہے (ص ۱۷۱) دیکھئے مولوی صاحب نے کتنے پتے کی بات بتادی کہ میاں نذیر حسین وغیرہ اکابر غیر مقلدین خاتم النبیین ﷺ کو نہیں مانتے تھے، نہ ان کے فتووں میں خاتم النبیین ﷺ کے احکام ہوتے تھے چونکہ وہ حضور ﷺ کے باغی تھے اس لئے ہم ان کی بات نہیں مانتے۔

میں عام غیر مقلدین حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ اکابر غیر مقلدین کے فتووں کو پڑھیں، انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن وحدیث سے لکھا ہے لیکن داؤد صاحب خدا جانے کس کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں کیونکہ مرزا جی بھی خاتم النبیین ہونے کے مدعی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اکابر کے فتوے حجت نہیں تو آپ نے رسالہ لکھنے کی زحمت کیوں گوارا فرمائی؟ کیا آپ کو یقین ہے کہ آج کل کے غیر مقلدین آپ (داؤد صاحب) کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں؟ اگر آپ میاں نذیر حسین، مبارکپوری اور شرف الدین صاحب کے فتووں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک سکتے ہیں تو جناب کے رسالہ کو کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں کہ اس گالی نامے، جھوٹ اور خیانت کے طومار کو دریا برد نہ کیا جائے؟ کیا آپ نے تمام غیر مقلدین سے دستخط لے لئے ہیں کہ وہ آپ کی تقلید شخصی کر کے مشرک نہ بن جائیں گے؟ پھر آپ نے کتنا بڑا جھوٹ بول دیا کہ غیر مقلدین خاتم النبیین کی تقلید کرتے ہیں۔ مولوی صاحب! ہمارا تو مشاہدہ یہ ہے کہ ہم نے غیر مقلدوں کو بارہا قرآن وسنت کا بیان سنایا لیکن وہ حمر مستنفرہ کی طرح قرآن وسنت سے بھاگے اور مذہبی اجارہ داروں کی لن ترانیوں سے ہی ان کی فطرت کی تسکین ہوئی، اگر آپ نے قرآن وسنت کے ماننے والے غیر مقلدین کہیں دیکھے ہوں تو ہمارے پاس بھیجیں، ہم کتاب وسنت سنائیں گے، اگر وہ مان گئے تو آپ کی بات سچی ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ جونہی ہم نے قرآن پاک کی آیت یا نبی ﷺ کی حدیث پڑھی، غیر مقلدین کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ قرآن وحدیث کی دشمنی کی سلوٹیں چہرے پر نمودار ہو گئیں، اگر شک ہو تو مشاہدہ کر لیں، ہاں ذرا یہ بھی وضاحت فرما

ئیں کہ ہم تو مقلد ہوئے، آپ غیر مقلد لیکن میاں نذیر حسین وغیرہ کس تیسری جنس سے تھے، ان کا کیا مذہب تھا؟ پھر سب سے بڑی لطف کی بات یہ ہے کہ جب تک ان اکابر کے فتوے فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ ثنائیہ میں تھے تو داؤد صاحب کو ان کا رد شائع کرنے کا یہ خیال نہ آیا اور جب ان کو مجلس حنفیہ نے شائع کر دیا تو آپ کو ان کا رد لکھنے کی فکر سوجھی، آخر یہ کیوں؟ اگر یہ غلط تھے تو شیطانِ اخرس کا کردار کیوں ادا کیا اور اگر صحیح تھے تو اب آپ الد الخصام کیوں بن بیٹھے؟ الغرض اہلِ حدیث کے مقتدر بزرگوں کے واضح بیانات کے بعد مولوی صاحب جیسی سطح کے لوگوں کو اس مسئلہ میں مزید پیچ و تاب کھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر شوق تحریر کے ہاتھوں مجبور ہی تھے تو اپنے بزرگوں کی ارواح کو درس حقائق دیتے اور جماعت کو ان کی پھیلائی ہوئی گمراہی سے روشناس کراتے یا انکار کر دیتے کہ ہمارے بزرگوں نے کہیں ایسا نہیں لکھا یا دعویٰ کرتے کہ حنفی لوگ ان عبارتوں کو کم فہمی کی وجہ سے سمجھ نہیں سکے۔ اگر جواب اسی دائرہ تک محدود رہتا تو مولوی صاحب ان بزرگوں کے نام لیوا ہونے کی وجہ سے اپنی صحیح ذمہ داری سے عہدہ برآ بھی قرار پاتے، یہ جماعتی خدمت بھی ہوتی اور شاید ہمیں بھی مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی مگر ناس ہو اس تعصب کا کہ مولوی صاحب نے فتویٰ دینے والوں کو اپنا سمجھ کر معاف کر دیا اور فتویٰ شائع کرنے والوں کو غیر سمجھ کر دھر لیا۔ ایسی صورت میں قاری صاحب نے ضروری خیال کیا کہ قدرے تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے اور مولوی صاحب کے مذعومہ دلائل کا مکمل جائزہ پیش کیا جائے۔ بفضلہٖ قاری صاحب نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا کر دیا ہے اور اس مقالہ کو حقائق کا ایسا جامہ پہنا دیا ہے کہ اس پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی سعی کو مفید عام بنائے۔

فضل امین

صدر مدرس جامع قاسمیہ غلام محمد آباد، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی ھدنا لھذا و ما کنا لنھتدی لولا أن ھدنا اللّٰہ و الصلوۃ و السلام علی محمد و آلہ وصحبہ أجمعین ۔ أما بعد:

## جرابوں کی قسمیں:

جراب پاؤں کے لفافے کو کہتے ہیں۔ یہ چمڑے کی بھی ہوتی ہے جن کو عربی میں خف اور اردو میں موزہ کہتے ہیں اور اون، سوت، نیلون وغیرہ کی بھی جن کو عربی میں الشراب کہتے ہیں۔ اونی، سوتی وغیرہ جرابوں کی دو قسمیں ہیں (۱) موٹی جن کو ثخین کہتے ہیں (۲) باریک جن کو رقیق کہتے ہیں۔

## ثخینین:

وہ جرابیں ہیں جن میں مندرجہ ذیل تینوں شرائط اکٹھی پائی جائیں (۱) جو موٹی ہوں اور حنفیہ کے نزدیک کم از کم تین میل اور شافعیہ کے نزدیک تین دن رات بغیر جوتا پہنے چل سکے (۲) وہ جرابیں اپنے موٹاپے کی وجہ سے بغیر گیٹس وغیرہ کے پنڈلی پر قائم رہ سکیں اور ان کا یہ قائم رہنا چستی یا تنگی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ موٹاپے کی وجہ سے ہو (۳) وہ اتنی موٹی ہوں کہ ان میں سے پانی وغیرہ نہ چھنے۔ ایسی جرابوں کو ثخینین اور صفقین کہتے ہیں (الفقہ علی المذاهب الاربعۃ ص۱۳۶)

## رقیق:

وہ جرابیں ہیں جن میں مندرجہ بالا شرطوں میں سے کوئی شرط کم ہو۔
پھر جرابوں کی چمڑے کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں: (۱) مجلد (۲) منعل۔

## مجلد:

وہ جرابیں ہیں جن پر اتنا چمڑا لگا ہو جتنا پاؤں وضو میں دھونا فرض ہے۔

## منعل:

وہ جرابیں ہیں جن پر چمڑا فرض پاؤں دھونے سے کم لگا ہوا ہو۔ اس طرح جرابوں کی چھ قسمیں ہوئیں۔

## ثخینین مجلد:

وہ جرابیں ہیں جن میں مندرجہ بالا تینوں شرطیں پائی جائیں اور ان پر اتنا چمڑا لگا ہوا ہو جتنا پاؤں وضو میں دھونا فرض ہو یہ موزہ کے حکم میں داخل ہے، ان پر بالاتفاق مسح جائز ہے۔

## ثخینین منعل:

وہ جرابیں ہیں جن میں مندرجہ بالا تینوں شرطیں پائی جائیں اور ان پر چمڑا لگا ہوا ہو، لیکن وہ چمڑا صرف تلوے پر یا صرف پنجے اور ایڑھی پر یا اس سے کم زیادہ ہو مگر وہ چمڑا ٹخنوں سے اوپر تک نہ ہو، یہ بھی موزے کے حکم میں ہیں، ان پر بھی مسح جائز ہے۔

## ثخینین سادہ:

وہ موٹی جرابیں جن میں مندرجہ بالا تینوں شرطیں پائی جائیں لیکن چمڑا نہ لگا ہو، ان میں یہ اختلاف تھا کہ کیا یہ بھی موزہ کے حکم میں ہیں یا نہیں؟ صاحبین ان کو بھی موزہ کے حکم میں مانتے ہیں۔ امام صاحبؒ پہلے اس کو موزہ کے حکم میں نہ مانتے تھے، بعد میں رجوع فرمالیا۔ اس لئے ان پر مسح کرنا بھی جائز ہے، فتویٰ اسی پر ہے۔

## رقیق مجلد:

وہ جرابیں جن میں مندرجہ بالا تینوں شرطوں میں سے کوئی ایک شرط کم ہو لیکن ان پر ٹخنوں کے اوپر تک چمڑا چڑھا ہوا ہو چمڑے کی وجہ سے یہ بھی موزہ کے حکم میں ہیں اور ان پر مسح جائز ہے۔

## رقیق سادہ:

وہ جرابیں جن میں مندرجہ بالا تینوں شرطوں میں سے کوئی شرط کم ہو اور ان پر چمڑا بھی نہ لگا ہو، ان جرابوں پر باجماع امت مسح ناجائز ہے (البدائع والصنائع ص ۱۰رج ۱، البحر الرائق ص ۱۹۲رج ۱)

## رقیق منعل:

وہ جرابیں جن میں مندرجہ بالا تینوں شرطوں میں سے کوئی ایک شرط کم ہو اور نچلے حصے میں چمڑا لگا ہوا ہو۔ ان میں بھی قول فیصل یہی ہے کہ یہ موزہ کے حکم میں نہیں ہیں، اس لئے مسح نہ کیا جائے۔

## محل نزاع:

آج کل جو بحث چل نکلی ہے وہ یہ ہے کہ جو جرابیں ہمارے علاقہ میں دستیاب ہیں وہ پانچویں قسم کی جرابیں ہیں یعنی رقیق سادہ، ان پر باجماع امت مسح جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ان جرابوں پر مسح کرے تو اس کا وضو نہیں ہوگا اور بے وضو نماز ادا نہ ہوگی۔ ائمہ اربعہؒ اور غیر مقلدین کے بانی میاں نذیر حسین دہلوی، میاں شرف الدین دہلوی، مولوی عبد الرحمٰن مبارک پوری اور مولوی شمس الحق عظیم آبادی بھی اس مسح کو ناجائز کہتے ہیں۔
مؤلف کے دلائل کا جائزہ لینے سے پہلے مؤلف کی علمی و اخلاقی حالت کا اندازہ لگائیں کہ:

## لطیفہ:

مولوی نے بار بار یہ طنز کیا ہے کہ مقلد جاہل ہوتا ہے۔ اب آپ حضرات غور

فرمائیں کہ ان کے مدارس کا نصاب مقلدین کی کتابوں پر مشتمل ہوتا ہے: بلوغ المرام ابن حجر شافعی مقلد کی ہے، صاحب مشکوۃ بھی شافعی مقلد ہیں، امام بخاریؒ بھی شافعی مقلد ہیں (طبقات شافعیہ ص۲ ج۲، الحطہ نواب صدیق حسن ص۱۲۱) امام مسلم شافعی مقلد ہیں (الیانع الجنی ص۴۹) امام ابوداؤد حنبلی مقلد ہیں، امام نسائی شافعی ہیں (الحطہ ص۱۲۵) امام ترمذی اور امام ابن ماجہ بھی شافعی ہیں (العرف الشذی) امام طحاوی حنفی ہیں۔ علاوہ ازیں علامہ سیوطی، دار قطنی، بیہقی وغیرہ تمام محدثین مقلد ہیں کیا معاذ اللہ یہ سب کے سب کافر ہیں؟ مزید تفصیل کتب طبقات میں دیکھیں۔ دنیا میں مطلب پرستی بھی عجیب بات ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

آنچہ شیراں را کنند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

مؤلف صاحب ایک طرف مقلدین کو جاہل کہتے ہیں، لیکن اسی رسالہ میں ہم نے دیکھا کہ وہ مقلدین کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں اور اس وقت لکھتے ہیں علامہ محقق ماردینیؒ (ص۶) کیا علامہ ماردینیؒ حنفی مقلد نہیں؟

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

اب مقلد محقق بھی بن گئے اور علامہ بھی۔ اسی طرح ملا جی نے امام ترمذیؒ شافعی، امام تقی الدینؒ مالکی، امام بخاریؒ شافعی، امام یحیٰی بن معینؒ حنفی، امام مسلمؒ شافعی، حافظ ابن حجرؒ عسقلانی شافعی، امام زیلعیؒ حنفی کو امام کے لفظ سے یاد کرتے ہیں، آخر جاہل مقلدین کو امام کہنا کیسے درست ہوا، صرف اور صرف مطلب پرستی کے لئے۔

ایک اور لطیفہ سن لیجئے اور شیخ الحدیث کے علم و انصاف کا ماتم کیجئے کہ اس کے خیال میں سلطان محمود غزنوی جب حنفی مقلد تھا تو ق۔ استہزاء تھا جب شافعی مقلد ہو گیا تو عامل بالحدیث ہو گیا۔ اگر تقلید جہالت ہے خواہ حنفی ہو خواہ شافعی، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ حنفی کہلانا جہالت ہو اور شافعی بن جانا عمل بالحدیث، معلوم ہوا تقلید سے دشمنی نہیں بلکہ صرف

حنفیت کے خلاف حسد ہے ورنہ حنفی مقلد اور شافعی مقلد میں فرق کرنا تلك اذا قسمة ضیزی کا مصداق ہے۔ افسوس ہے کہ داؤد صاحب ویل للمطففین (لینے کے باٹ اور دینے کے باٹ اور) کی زد میں خود ہی بری طرح پھنس گئے۔

## شیخ الحدیث کا علمی حدود اربعہ:

مقلد کا جاہل ہونا تو مولوی صاحب نے کیا ثابت کرنا تھا خود مقلدین کو امام محقق اور علامہ تسلیم کر لیا۔ غیر مقلد کا جہل مرکب قابل دید اور لائق داد ہے:

۱.....ص ۶ پر لکھتا ہے: ان میں تین عشرہ مبشرہ ہیں ایک کا تین ہو۔ یا تین کا ایک ہونا عیسائی دین تھا، ان سے سیکھ کر تین طلاق کو ایک کہنا بھی سیکھ لیا، مگر یہ تین دس ہوتے ہیں۔ یہ نیا علم حساب ہے جو مقام شیخوخت پر فائز ہونے کا عظیم شاہکار ہے۔

۲.....مولوی صاحب کی حساب دانی کے بعد ذرا عربی دانی بھی ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں: کما لا یخفی علیٰ من طالع مسلماً (ص ۹) اہل علم بتلائیں کہ اس عبارت کا مطلب اس کے بغیر کیا ہے کہ ''جس نے مطالعہ کیا کسی مسلمان کا۔'' ہم نے تو پہلے سن رکھا تھا کہ امرتسر میں ایک غیر مقلد تھا جس نے رواہ مسلم کا ترجمہ کیا تھا: ''روایت کیا کسی مسلمان نے اس کو۔'' اب معلوم ہوا کہ وہ صاحب امرتسر سے فیصل آباد آ گئے ہیں۔

۳.....لکھتے ہیں: قال الحافظ رجال کلھم ثقات (ص ۱۰) ''یہ رجال حافظ نے کہاں لکھا ہے۔''

۴.....مولوی صاحب نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو شیخ الصحابہ تحریر فرمایا ہے، اس ترکیب میں ''الف، لام'' کس قسم کا ہے۔

۵.....مولوی داؤد صاحب نے سعدی کے شعر کو جس جہالت سے ذبح کیا ہے وہ بھی پڑھئے:

گر شپرہ چشم در روبیند
آفتاب را در آنچہ گناہ

(ص ۱۶)

۶........ ایک شعر فلعنة ربنا الخ نقل کیا ہے اور حوالہ شامی کا دیا ہے حالانکہ وہ شعر در مختار میں ہے شامی میں نہیں (ص ۱۴)

۷........ ائمہ اربعہ کا عنوان دے کر امام مالکؒ کو استاذ الائمة الثلاثة کا خطاب دیا ہے یعنی امام مالکؒ باقی تینوں اماموں امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ کے استاد ہیں۔ تینوں کا استاذ کہنا کتنی بڑی جہالت ہے؟

ان جہالتوں پر بھی مولوی صاحب آپ سے دادخواہ ہیں، لکھتے ہیں:

انصاف کیجئے ذرا دیکھ بھال کے
کاغذ پہ رکھ دیا ہے دل نکال کے

آپ یہ نہ سمجھیں کہ شیخ الحدیث میں صرف یہی دو خوبیاں ہیں۔ گالیوں سے نوازیں یا جہالت کی باتیں لکھ دیں نہیں بلکہ ہر فن مولا ہیں جھوٹ، خیانت اور بہتان میں تو آپ نے جو ریکارڈ قائم فرمایا ہے کہ سوامی دیانند اور مرزا قادیانی کی فن کاری قصہ پارینہ بن گئی۔

## قرآن دانی:

یآیها الذین اٰمنوآ اطیعوا اللّٰه و أطیعوا الرسول و أولی الأمر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوه الی اللّٰه و الرسول ان کنتم تؤمنون باللّٰه و الیوم الآخر ذلك خیر و أحسن تأویلاً (النساء) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، خوشی خوشی فرمانبرداری کرو اللہ کی اور دل کی خوشی سے فرمانبرداری کرو رسول کی اور اولی الامر (یعنی مجتہدین) کی پھر (اے مجتہدین!) اگر تم میں جھگڑا ہو جائے کسی بات میں تو پھیر دو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔'' اس آیت میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ اولی الامر کی اطاعت کا بھی حکم ہے۔ حدیث معاذ ؓ میں ترتیب یوں ہے: کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجتہاد اور دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: العلم ثلاثة علم تین

ہیں: آیة محکمة وہ آیت جو نص صریح اور غیر منسوخ ہو سنة قائمة آپ ﷺ کا وہ طریقہ جو بطور دوامی قانون جاری رہا ہو محض ہنگامی ضابطہ نہ ہو فریضة عادلة فریضہ عادلہ کا معنی خود ان کے حاشیہ مشکوۃ پر ہے: فریضہ عادلہ اشارہ ہے اجماع اور قیاس پر جو کتاب و سنت سے نکلا ہو۔ فریضہ اس کو اس لئے کہا کہ اس پر عمل واجب ہے اور عادل کے معنی بھی یہی ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کے اصول چار ہیں: کتاب وسنت، اجماع و قیاس (حاشیہ مشکوۃ غیر مقلدین ص ۲۶) چونکہ اس آیت سے تقلید مجتہد کا واجب ہونا نکلتا تھا، اس لئے داؤد صاحب قرآن کی آیت نقل کرتے وقت واولی الأمر منکم والا حصہ چھوڑ گئے۔ قرآن دشمنی کی مثال غیر مقلدین کے سوا کہاں ملے گی؟

## ستم بالائے ستم:

قرآن پاک کی اس آیت سے مجتہد کی تقلید کا واجب ہونا جو ثابت ہوا صرف اس کو نقل نہ کرنا ہی یہودیانہ تحریف سے کم نہ تھا لیکن شیخ الحدیث نے یخی میں آ کر قرآن پاک کی دو آیتیں اور نقل کیں: ان الظن لا یغنی من الحق شیئا (النجم) ترجمہ یہ کیا کہ ''بے شک رائے اور قیاس حق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔'' (ص ۶) حالانکہ یہاں جس ظن کا ذکر ہے وہ عقائد قطعیہ کے مقابلہ کا ظن مراد ہے پھر جو ظن مردود ہے وہ غیر مقلد کا ہے نہ کہ مجتہد کا یعنی مسائل فرعیہ میں پھر لکھتے ہیں: و اذا قیل لهم اتبعوا ما أنزل الله قالوا بل نتبع ما ألفینا علیه آباءنا أو لو کان آباؤهم لا یعقلون شیئا و لا یهتدون ''جب مقلدین سے کہا جاتا ہے کہ منزل من اللہ کی پیروی کرو تو جواب میں کہتے ہیں: ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادوں کو پایا، اگر چہ ان کے آباؤ اجداد بے عقل اور گمراہ ہی کیوں نہ ہوں۔'' یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ مشرک عقیدہ قطعی توحید کو چھوڑ کر اپنے بے عقل اور گمراہ مشرک باپ دادوں کی بات مانتے تھے۔ اس آیت میں ان کی پیروی سے روکا گیا ہے جو توحید کے منکر ہوں اور بے عقل اور گمراہ ہوں، دیکھا شیخ الحدیث نے ایک

ہی شوخی میں مجتہدین امت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کو
بے عقل، مشرک اور گمراہ ثابت کر دیا۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

## چیلنج:

ہم اس شیخی خورے شیخ الحدیث کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ صرف قرآن پاک کی ایک آیت ایسی پیش کریں جس میں خاص مسائل اجتہادیہ میں ائمہ مجتہدین کی تقلید کو کفر، شرک اور حرام کہا گیا ہو۔ ہم اس شوخ چشم کو ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ دیدہ باید۔

الغرض تقلید مجتہد کے وجوب کی آیت کو چھوڑ کر ایک مشرک، بے عقل اور گمراہ کی تقلید والی آیت نقل کرنا خالص تلبیس حق بالباطل ہے اور بروایت بخاری خارجیوں کی خاص علامت ہے۔

## قرآن پاک پر افتراء:

شوخ شیخ الحدیث لکھتا ہے: اور تحقیق ہم نے قرآن پاک میں ہر قسم کا مسئلہ ولـقـد صـرفـنـا لـلـنـاس فی هذا القرآن من کل مثل فأبی أکثر الناس الا کفورا (بنی اسرائیل آیت ۸۹) ''تحقیق ہم نے ہر قسم کا مسئلہ بشمول مسح علی الجوربین بیان کر دیا، پس اکثریت انکار کرتی ہے۔'' خدارا انصاف، یہ بشمول مسح علی الجوربین قرآن پاک کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ کیا اس آیت میں فروعی مسائل کا بیان مراد ہے؟

## انعامی چیلنج:

اگر یہ شیخی خور شیخ الحدیث کسی صحابی اور مسلّمہ مفسر کی اس آیت کا یہ ترجمہ دکھا دے تو ہم اسے مبلغ دس ہزار روپے انعام دیں گے اور اگر نہ دکھا سکا اور ہرگز ہرگز نہ دکھا سکے گا تو اس کا فرض ہے کہ توبہ نامہ شائع کرے اور ایسی خیانت بلکہ ناپاک جسارت سے پرہیز

کرنے کا خدا تعالیٰ سے عہد کرے۔

## وضو اور قرآن:

یـآیهـا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلاۃ فاغسلوا و جوهکم و أیدیکم الـی الـمـرافق و امسحوا برؤسکم و أرجلکم الی الکعبین " اے ایمان والو! جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھولو اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھولو اور سر پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھولو۔'' اس آیت میں وضو کے چار فرائض بیان کئے ہیں اور پوری امت ان کے فرض ہونے پر متفق ہے۔ غیر مقلدین نے دو فرضوں کی تو کھلم کھلا مخالفت شروع کر رکھی ہے:

۱.........قرآنی حکم سر پر مسح کرنے کا ہے، یہ لوگ پگڑی اور ٹوپی پر مسح کر لیتے ہیں شاید حکیم صاحب انہیں سر پر ملنے کے لئے دوا دیں، وہ بھی یہ پگڑی پر مل لیتے ہوں گے اور اگر حکیم کے حکم کا یہ اس طرح مذاق نہیں اڑاتے تو قرآنی حکم کا اس طرح کیوں مذاق بنا رکھا ہے؟

۲............قرآنی حکم پاؤں دھونے کو فرض قرار دیتا ہے، یہ پاؤں دھونے کی بجائے جرابوں پر مسح کرتے ہیں جس سے یقیناً وضو کا یہ فرض فوت ہو جاتا ہے اور انسان بے وضو نماز پڑھ کر نماز کو ضائع کرتا ہے۔ غیر مقلدین کا یہ کہنا ہے کہ سر پر مسح کرنے اور پاؤں دھونے کا حکم صرف اس وقت ہے جب سر اور پاؤں ننگے ہوں، ان پر کوئی کپڑا وغیرہ نہ ہو تو ہم کہتے ہیں کہ پھر چہرہ اور ہاتھ دھونے کی کیا ضرورت ہے، ہاتھ پاؤں پر دستانے اور آستین بھی ہوتی ہے، ادھر عورت کے چہرہ پر نقاب ہوتا ہے تو چاروں فرائض کو چھٹی دے دو۔

آیت قرآنی کا تقاضا تو یہ تھا کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے، کسی حالت میں مسح کی اجازت نہیں۔ اگر دو تین احادیث بھی اس کے خلاف ہوتیں تو قرآنی حکم کو ختم نہیں کر سکتی تھیں۔

## مسح موزہ:

ہاں پاؤں پر چمڑے کا موزہ پہنے ہوئے مسح کرنے کے ثبوت میں اسی (۸۰)

سے زائد متواتر اور صحیح احادیث مروی ہیں۔ اگر اس بارے میں بھی صرف دو تین صحیح احادیث ہی اس حکم قرآنی کے خلاف ہوتیں تو اس کو بھی قبول نہ کیا جاتا لیکن جب یہ روایات درجہ تواتر کو پہنچ گئیں اور مسح موزہ کے احکام بھی وضاحت سے روایات میں آ گئے تو ان احادیثِ متواترہ کی بنا پر امت نے مسح موزہ کی رخصت کو قبول فرمایا۔

## جرابیں:

چمڑے کے موزوں کا حکم جب احادیثِ متواترہ سے ثابت ہو گیا تو وہ جرابیں جو اتنی موٹی ہوں کہ چمڑے جیسی ہوں نہ ان میں سے پانی چھنے اور نہ انہیں کھڑا رکھنے کے لئے کسی بیرونی سہارے کی ضرورت ہو، ان کو پہن کر کم از کم تین میل چلا جا سکتا ہو تو ایسے موزوں کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہوا لیکن جمہور فقہاء نے ان کو موزوں کے حکم میں قرار دے کر مسح جائز قرار دے دیا اور یہ تخنین کی قید متواتر احادیث سے اخذ کی جو مسح موزہ کے متعلق ہے۔

## باریک جرابیں:

باقی وہ جرابیں جو نہ چمڑے کی ہوں اور نہ چمڑے جیسی ہوں، ان پر مسح باجماع امت ناجائز ہے۔ اس سبیل میں (اجماع کی) مخالفت کا حکم قرآنی جہنم رسید ہونا ہے جو مولوی صاحب نے خود نمبر ۲ پر نقل کیا ہے۔

## فرقہ شاذہ غیر مقلدین:

آنحضرت ﷺ نے نہایت تاکیدی حکم فرمایا: علیکم بالجماعة فانه من شذ شذ فی النار (مشکوۃ) کہ جماعت و اجماع مجتہدین سے علیحدہ ہونے والا دوزخی ہے۔ غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح، تین طلاق کو ایک کہنے، اذان جمعہ کو بدعت کہنے، اردو میں خطبہ پڑھنے، باریک جرابوں پر مسح کرنے اور پگڑی پر مسح کرنے میں فرقہ شاذہ ہیں۔

## غیر مقلدین کا نصِ قرآنی اور احادیثِ متواترہ کی مخالفت کرنا:

وضو میں پاؤں کا دھونا نصِ قرآنی سے ثابت ہے اور احادیثِ متواترہ میں بھی

آنحضرت ﷺ کا وضو میں پاؤں دھونا ثابت ہے لیکن غیر مقلدین نے نص قرآنی اور احادیث متواترہ کی مخالفت شروع کر دی ان کے نزدیک اب پاؤں دھونا کسی حالت میں بھی فرض نہ رہا کیونکہ:

۱............اگر پاؤں پر موزے ہوں تو بھی مسح ہوا پاؤں نہ دھوئے گئے۔

۲............اگر پاؤں پر باریک جرابیں ہوں تو بھی مسح کر لیا پاؤں نہ دھوئے گئے۔

۳............اگر پاؤں ننگے ہوں نہ ان پر موزے ہوں، نہ جرابیں صرف جوتا پہن رکھا ہو تو جوتے پر مسح کر لیا، پاؤں پھر بھی نہ دھوئے گئے۔

نوٹ: غیر مقلدین کے مذہب میں جوتے اتار کر نماز پڑھنا یہود کی سنت ہے اور جوتے پہن کر نماز پڑھنا نبی پاک ﷺ کی سنت ہے (اربعین محمدی، فتاویٰ ستاریہ)

## اصل فریضہ:

اب مولوی صاحب کا اصل فریضہ تو یہ تھا کہ وہ ایک نص قرآنی یا حدیث متواترہ ایسی پیش کرتے کہ باریک جرابوں پر مسح کی رخصت ہے اور اس پر امت کا اجماع بھی ثابت کر کے دکھاتے لیکن:

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اب آیئے مؤلف کے دلائل کا جائزہ لیں۔

## قرآن پاک میں تحریف:

برادران اسلام! قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: و ارجلکم الی الکعبین (لام کی زبر سے) اس کا معنی یہ ہے کہ اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوؤ۔ اگر ٹخنوں سمیت ایک بال بھی خشک رہ گیا تو وضو نہیں ہوگا اسی لئے آنحضرت ﷺ نے کسی کی خشک ایڑی دیکھ کر فرمایا: ویل للاعقاب من النار کہ ان ایڑیوں کو آگ کا عذاب ہوگا، اگر ارجلکم الی الکعبین (لام کی زیر سے) تو یہ زیر جوار کی ہوگی۔ آیت کا معنی پھر بھی پاؤں

دھونا ہی ہوگا کیونکہ ٹخنوں سمیت کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ ٹخنوں سمیت پورے پاؤں کا مکمل احاطہ کیا جائے اور پاؤں یا موزہ کے مسح کرنے والوں میں سے کوئی بھی مسح کے احاطہ کا قائل نہیں۔ ٹخنے سمیت ایک بال بھی ایسا نہ رہے جہاں تر ہاتھ نہ پھیرا جائے، اس لئے قرآن پاک نے الی الکعبین فرما کر ٹخنوں سمیت پورے پاؤں کا غسل فرض فرما دیا، مسح مراد نہیں ہوسکتا۔

## چوری اور سینہ زوری:

مولوی صاحب نے ص ۴ پر یہ عنوان قائم کیا ہے: ''قرآن مجید میں جرابوں پر مسح کا ثبوت''

**اصل آیت:** وَ امْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

**نقل کردہ آیت:** وَ امْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ وَ اَرْجُلِكُمْ

## پہلی چوری:

۱............ایک تو ار جلکم کو لام کی زیر سے لکھا ہمارے موجودہ مطبوعہ قرآن پاک میں زیر کے ساتھ نہیں ہے۔

۲............الی الکعبین کو چھوڑ دیا۔ اس خیانت کا مقصد یہ تھا کہ یہ الفاظ ٹخنوں سمیت پاؤں کے احاطہ پر دلالت کرتے ہیں اور یہ مسح میں ضروری نہیں، اس لئے یہاں مسح کا معنی نہیں ہو سکتا تھا، اس لئے مولوی داؤد صاحب نے لا تقربوا الصلوۃ تو پڑھ لیا اور و انتم سکری کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے، آخر غیر مقلد جو ہوئے فقہ میں کیڑے نکالنے کی ایسی لت پڑی ہے، اب قرآن پاک پر بھی ہاتھ صاف کرنے لگے ہیں، اس کارروائی پر اہل حدیث جماعت کو مولوی صاحب کی ترقی کے لئے شیخ الحدیث سے شیخ القرآن کا لقب عطا کرنا چاہئے اور توثیق کے لئے سرکار برطانیہ سے درخواست کی جائے۔

۳............تیسری چوری یہ کی چونکہ یہ دراصل شیعہ کا مذہب ہے لیکن شیعہ اَرجلکم کا معنی پاؤں ہی کرتے ہیں اور وہ پاؤں پر مسح کے قائل ہیں لیکن شیخ الحدیث صاحب نے اَرجلکم

کا معنی پاؤں میں جرابیں بھی ملالیں۔ائمہ اہلِ سنت کی تقلید کو گمراہی، جہالت کہنے والے شیعہ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں: فیا اسفیٰ

میرے دل سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی او غیرے کفران نعمت کی سزا

علامہ آلوسیؒ تو یہاں مسح موزہ مراد لینے کے متعلق بھی فرماتے ہیں: نعم هذا الوجه لا يخلو عن بعد و القلب لا يميل اليه (روح المعانی ص۷۶/ ج۶)

۴........ مولوی صاحب نے اپنے جھوٹ کو سچ دکھانے کے لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عکرمہ، شعبی، قتادہ اور جعفر صادق کا نام ذکر کیا ہے تا کہ ان کے ان پڑھ مقلدین اس کے شیخ القرآن والحدیث ہونے کا ڈھنڈورا پیٹیں لیکن ذرا اصل حقیقت ملاحظہ فرمائیں: قال الامام الرازی: فنقل القفال فی تفسيره عن ابن عباس و أنس بن مالك و عكرمه و شعبی و أبی جعفر محمد بن علی الباقر ﷺ أن الواجب فيها المسح وهو مذهب الامامية و قال جمهور الفقهاء و المفسرين: فرضها الغسل (روح المعانی ص۷۳/ج۶)" امام رازی فرماتے ہیں کہ قفال نے اپنی تفسیر میں ابن عباس ﷺ، انس بن مالک ﷺ، عکرمہ، شعبی اور امام باقر سے نقل کیا ہے کہ پاؤں کا مسح کرنا وضو میں واجب ہے اور وہ شیعہ کا مذہب ہے اور جمہور فقہاء اور مفسرین کہتے ہیں کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔

تنبیہ: اہلِ سنت کی تقلید کو تو گمراہی، جہالت اور شرک کہا جاتا ہے لیکن اس آیت کے بیان میں شیعہ کی تقلید کی جارہی ہے، ویسے بھی صحابہ ﷺ پر طعن کرنے والے بڑے رافضی اور ائمہؒ پر طعن کرنے والے چھوٹے رافضی ہیں۔

دیکھا مولوی صاحب نے کس قدر دیانت کا کرشمہ دکھایا کہ صاف موجود ہے کہ یہ شیعہ کا مذہب ہے لیکن ملاجی نے بتلایا نہیں کہ میں شیعہ ہوگیا ہوں۔ مناسب تھا کہ شیعہ انجمن تالیف قلوب کے جذبہ سے امام باڑہ میں مرثیہ خوانی کی ملازمت عنایت کرتی مگر عوام

شیعہ کو کس جادو سے قائل کریں کہ مولوی صاحب کو تو صحیح طور پر بارہ اماموں کے نام بھی یاد نہیں کہ ابو جعفر کو امام جعفر صادق لکھ رہا ہے۔

## حدیث نبوی ﷺ میں تحریف:

مولوی صاحب جوش تعصب میں آ کر قرآن پاک پر جھوٹ بولتے جا رہے ہیں لیکن دل مطمئن نہیں۔ لکھتے ہیں: ''جراب کے بغیر تو پاؤں دھونا فرض ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے (کہ) جو شخص پاؤں اچھی طرح دھوتا نہیں وہ آگ میں لے جانے کا باعث بنیں گے اور حدیث جریر اس کی تائید کرتی ہے، جس کے متعلق ابراہیم نخعیؒ کہا کرتے تھے کہ مجھے حدیث جریر بہت پسند ہے کیونکہ اس میں وضو والی آیت نازل ہونے کے بعد مسح کا ذکر ہے (خواہ جراب ہو یا موزے) جو کہ نسخ کا احتمال نہیں رکھتا۔'' (ص ۵ بحوالہ ابن ماجہ ص ۴۱) اس عبارت میں مولوی صاحب نے خود تسلیم کر لیا کہ آیت اور حدیث سے پاؤں کا دھونا ثابت ہے اور مسح کی حدیث میں یہ احتمال ہے کہ وہ آیت سے پہلے کا واقعہ ہو اور منسوخ ہو لیکن حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس آیت کے بعد کا واقعہ ہے، اس حدیث کے منسوخ ہونے کا احتمال نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جراب اور موزوں پر مسح آیت کے خلاف نہیں۔

مؤلف کی اس بات پر اس عورت کی مثال یاد آئی جو سارا دن سوت کاتتی رہتی اور شام کو سارے دن کا سوت توڑ دیتی۔ شیخ الحدیث صاحب نے قرآن پاک پر بھی جھوٹ بولا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی بہتان باندھا لیکن آخر میں مان لیا کہ آیت سے پاؤں دھونا فرض ثابت ہوتا ہے اس کو کہتے ہیں: خسر الدنیا والآخرۃ ہاں جھوٹ بولنے کی ایسی عادت پڑ گئی کہ اپنی بات بنانے کے لئے کہہ دیا کہ ابن ماجہ میں حدیث جریر میں آیت کے نازل ہونے کے بعد جرابوں پر مسح کا ذکر ہے۔ خدایا ایسے جھوٹ سے تیری پناہ۔ اگر شیخ الحدیث صاحب ابن ماجہ میں حدیث جریر رضی اللہ عنہ میں جراب کا لفظ دکھا دیں تو ہم انہیں مبلغ دس ہزار روپے

انعام دیں گے، میں شیخ الحدیث کے طلباء اور مولوی داؤد صاحب کے مقتدیوں کو جھنجھوڑ کر غیرت دلاتا ہوں کہ اگر آپ کا ضمیر زندہ ہے تو مولوی داؤد صاحب کو اس پر تیار کرو۔ ہم نے بار ہا کئی ہزار روپے انعام کا چیلنج دیا ہے، وہ ہم سے ہزاروں روپے وصول کر کے کوئی مسجد بنا لیں ورنہ ساری عمر بازاری امام ہی رہیں گے، ہمیں یقین ہے کہ اتنی غیرت دلانے کے بعد بھی وہ سامنے نہیں آئیں گے، ان شاء اللہ العزیز۔

## احادیث کی بحث:

مؤلف نے قرآن پاک پر جھوٹ بولا لیکن کبھی جھوٹ سے دل مطمئن نہیں ہوتا، اب احادیث کی طرف آیا، یہاں شیخ الحدیث صاحب کا فرض تھا کہ مسح موزہ کی متواتر احادیث بیان کرتے جب ہی نص قرآنی کا مقابلہ ہوسکتا تھا لیکن افسوس کہ مؤلف یہاں بھی نامراد رہا۔ پھر قولی احادیث کا نمبر تھا لیکن مؤلف ناکام رہا ہے۔

## چیلنج:

اگر مؤلف اپنے سارے رسالہ سے ایک قولی متواتر صریح حدیث دکھادے تو ہم مبلغ دس ہزار روپے رائج الوقت انعام دیں گے۔ جب ایسی کوئی روایت نہیں تو کسی خبرِ واحد سے نصِ قرآنی اور متواتر احادیث کو چھوڑنا بے دینی کی انتہاء ہے۔ اصولی طور پر تو اخبارِ آحاد کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن شیخ الحدیث صاحب کی شیخی ظاہر کرنے کے لئے کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

## حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ:

حدثنا وكيع حدثنا سفيان عن أبي قيس عن هزيل بن شرحبيل عن المغيرة بن شعبة أن رسول الله ﷺ توضأ ومسح على الجوربين و النعلين۔

اس حدیث کے متعلق محدثین کے ریمارکس یہ ہیں:

## (۱) امام بخاریؒ:

امام بخاریؒ نے حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ ص ۳۱ ج ۱ پر روایت کی ہے لیکن موزوں کا ذکر فرمایا ہے جرابوں کا بالکل ذکر نہیں فرمایا، مولوی داؤد صاحب بخاری سے روگردانی کرنے والے کو بدبخت کہتے ہیں۔ اب ہم یہی لقب عطائے تو بلقائے تو کہہ کر جناب کو پیش کرتے ہیں۔

## (۲) امام مسلمؒ:

امام مسلمؒ نے بھی حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ میں موزوں کا ذکر فرمایا ہے، جرابوں کا ذکر نہیں فرمایا (صحیح مسلم ص ۱۳۳ ر ج ۱) بلکہ امام مسلمؒ نے فیصلہ فرما دیا کہ اس روایت میں جراب کا ذکر ہی ضعیف ہے اور فرمایا کہ جراب کا ذکر جلیل القدر محدثین کی روایت کے خلاف (شاذ) ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم اس روایت کی وجہ سے قرآن پاک کی ظاہر (نص) کو کبھی نہیں چھوڑیں گے (سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۸۴ ر ج ۱)

## (۳) امام ابوداؤدؒ:

امام ابوداؤدؒ اس حدیث کو نقل کر کے ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ اس حدیث کو قابل بیان ہی نہ سمجھتے تھے کیونکہ محدثین میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی جو معروف حدیث ہے اس میں موزوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے نہ کہ جرابوں پر مسح کا (ابوداؤد ص ۱۶ ر ج ۱)

## (۴) امام ابن ماجہؒ:

امام ابن ماجہؒ نے بعض نسخوں میں اس عبارت کے بعد مندرجہ بالا فرمان عبد الرحمٰن بن مہدی کا ذکر کیا ہے (حاشیہ ابن ماجہ ص ۴۱)

## (۵) امام نسائیؒ:

امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ پوری جستجو اور تحقیق کے بعد ابوقیس کا کوئی متابع نہیں مل سکا اور اس حدیث میں صحیح لفظ موزوں کا ہی ہے (نہ کہ جرابوں کا) (سنن کبریٰ نسائی بحوالہ زیلعی ص ۱۸۴ رج ۱)

## (۶) امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ:

امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ جو صحاح ستہ کے اجماعی شیخ ہیں، وہ اس حدیث کو منکر بتاتے تھے (بیہقی ص ۲۸۴ رج ۱)

## (۷) امام الجرح والتعدیل امام یحییٰ بن معینؒ:

امام یحییٰ بن معینؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ابوقیس کے سوا تمام لوگ اس میں موزوں کا لفظ ہی ذکر کرتے ہیں (بیہقی ص ۲۸۴ رج ۱)

## (۸) امام سفیان ثوریؒ:

امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ردی ہے (بیہقی ص ۲۸۴ رج ۱)

## (۹) امام علی بن المدینیؒ:

امام علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ ﷺ کی مسح کی حدیث اہل مدینہ، اہل کوفہ، اہل بصرہ (تمام مراکز اسلامی) میں مشہور و معروف ہے اور اس میں سب نے مسح موزہ کا ذکر کیا ہے۔ صرف ہزیل بن شرحبیل نے سب محدثین کے خلاف جراب کا ذکر کیا ہے۔ (بیہقی ص ۲۲۸۴ رج ۱)

## (۱۰) امام احمدؒ:

امام احمدؒ نے بھی یہ حدیث سن کر فوراً عبد الرحمٰن بن مہدی سے اس کا منکر ہونا بیان فرمادیا (بیہقی ص۲۸۴ ج۱)

## (۱۱) امام نوویؒ:

امام نوویؒ فرماتے ہیں: اتفق الحفاظ علی تضعیفہ تمام حفاظِ حدیث اس حدیث کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں (زیلعی ص۱۸۴ ج۱)

## (۱۲ تا ۱۵):

غیر مقلدین کے اکابر میاں نذیر حسین دہلوی، شمس الحق عظیم آبادی، مولوی عبد الرحمٰن مبارکپوری اور میاں شرف الدین دہلوی بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور مخالف قرآن کہتے ہیں۔

## مؤلف کا فریب:

مؤلف کی مطلب پرستی ملاحظہ ہو۔ اس حدیث کے ضعف پر سب محدثین کا اتفاق رہا ہے لیکن مؤلف کو شافعی مقلد امام ترمذیؒ کا قول پسند آیا کہ امام ترمذیؒ نے حسن صحیح کہا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے: سفیان ثوریؒ، عبد اللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اسحاقؒ پانچوں امام جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔ ص۵ پر پھر مؤلف نے خوب سرخیاں جما کر ص۱۱ پر امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مسلک ترمذی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور بڑی شیخیاں اور شوخیاں دکھائی ہیں لیکن جب شیخ الحدیث کے شاگردوں اور مقتدیوں کو پتہ چلے گا کہ ہمارے حضرت نے کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ ترمذی میں ان سب کا مذہب نقل کرتے ہوئے آگے یہ جملہ بھی ہے: اذا کانا ثخینین (ترمذی ص۱۴ ج۱) کہ یہ سب امام ان جرابوں پر مسح جائز کہتے ہیں جو چمڑے کے موزے جیسی ہوں جیسا کہ ثخینین کا معنیٰ گزر چکا ہے، تو دیانتدار شیخ الحدیث کا کیا حشر ہوگا۔

## ثخینین کی شرط:

سید التابعین امام سعید بن المسیبؒ اور علامۃ التابعین امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں: یمسح علی الجورین اذا کانا صفیقین (ابن ابی شیبہ ص۱۸۸رج۱) یعنی جرابوں پر مسح کی شرط یہ ہے کہ وہ صفیقین (ثخینین) ہوں۔ اس وقت صحابہ ؓ بھی بکثرت موجود تھے، تابعین، تبع تابعین بھی تھے مگر خیر القرون کے کسی محدث نے اس کو باطل یا غلو فی الدین نہ فرمایا۔ پھر قاضی ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام شافعیؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام عبداللہ بن مبارکؒ اور امام ترمذیؒ نے بھی یہی شرط لگائی ہے۔ یہ شرط رائے اور قیاس سے نہیں بلکہ متواتر احادیث جن میں مسح موزہ کا جواز ہے، ان کو سامنے رکھ کر یہ شرط لگائی گئی کہ جرابیں چمڑے کے موزے جیسی ہوں تو وہ موزے کے حکم میں ہیں۔ لیکن مولوی صاحب نے اس شرط کو غلو فی الدین فرمایا (ص۱٦) اور یہ فتویٰ بھی جڑ دیا کہ غلو اور زیادتی کرنے والے تباہ ہو گئے (ص۱۲) پھر ان غالیوں کی روایتیں بھی بیان کرتے جا رہے ہیں۔

## اصول حدیث اور شیخ الحدیث:

اس شیخ الحدیث نے اپنے اَن پڑھ مقلدین کو دھوکہ دینے کے لئے توثیق رواۃ کا ڈھونگ رچایا تا کہ لوگ سمجھیں کہ راوی ثقہ ہیں، لیکن شیخ الحدیث صاحب نے خوب تجاہلِ عارفانہ سے کام لیا ہے۔ حدیث کی صحت کے لئے صرف راویوں کا ثقہ ہونا کافی نہیں بلکہ شذوذ اور علت سے سلامتی بھی شرط ہے، اس حدیث کے ضعف کی بنیادی وجوہ دو ہیں: (۱) یہ روایت شاذ ہے کہ متواتر احادیث کے خلاف ہے (۲) معلول ہے کہ ظاہر قرآن پاک کے خلاف ہے۔ ایسی حدیث قابل عمل نہیں ہوتی۔ اب دو ہی صورتیں تھیں یا تو اس حدیث کو شاذ اور معلول ہونے کی وجہ سے رد کر دیا جائے یا کوئی ایسی تاویل کر لی جائے کہ یہ حدیث معناً احادیثِ متواترہ کے موافق ہو جائے۔ محدثین نے بالاتفاق اصول حدیث کے موافق اس روایت کو ضعیف اور منکر قرار دیا۔ ہاں بعض نے اس ضعیف روایت کی تضعیف کی

کہ ثخینین جرابیں مراد لیں تو اگر چہ اسنادی شذوذ باقی رہے لیکن معنوی علت ختم ہو جاتی ہے۔ امام ترمذیؒ اس بارے میں متساہل ہیں جب ثخینین کی تاویل نے غیر مقلدین کے فریب کا پردہ چاک کر دیا ہے۔

## ڈوبتے کو تنکے کا سہارا:

اس جماعتِ شاذہ کا عجیب حال ہے۔ ہمیشہ اقوالِ شاذہ کی تلاش میں رہتے ہیں، یہاں بھی ایک قول تلاش کر لیا کہ یہ امر زائد ہے معارض نہیں حالانکہ بالکل غلط ہے۔ خود مؤلف کے اکابر میاں نذیر حسین وغیرھم نے اس کو معارض فرمایا ہے۔ مزید برآں رسالہ کا نام ہی رخصت رسول الثقلین رکھا ہے۔ معنی الرخصة السهولة فی الشرع ماثبت علیٰ خلاف دلیل شرعی بدلیل آخر معارض (جزری ص ۱۳۵ ج ۱) یعنی رخصت وہ ہے جو دلیل شرعی کے خلاف دوسری دلیل شرعی سے ثابت ہو جو پہلی دلیل سے معارض ہو۔ رخصت کے معنی سے ہی معلوم ہو گیا کہ اصل حکم شرعی پاؤں کا دھونا ہے، اور مسح جراب اصل حکم کے معارض ہے۔ اب اگر حدیث متواتر سے ثابت ہو جائے تو رخصت ہو گا ورنہ باطل لیکن یہاں آ کر اس کو امر زائد کہنا شروع کر دیا ہے۔ پہلے تو ہم سمجھتے تھے کہ غیر مقلد وہ ہے جو کسی کی بات نہ مانے، اب معلوم ہوا کہ غیر مقلد وہ ہے جو اپنی بات پر بھی قائم نہ رہے۔

## ایک سوال:

ہم شیخ الحدیث صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ حدیث شاذ کی ایسی جامع مانع تعریف کر دیں جس سے فصاعداً، و اذا قرأ فانصتوا کی روایات تو شاذ ہو جائیں اور جو رہین کی روایت شاذ نہ ہو۔ ہاں یاد رہے کہ وہ تعریف کسی مقلد کی کتاب سے چوری کی ہوئی نہ ہو ورنہ ساری دنیا میں جگ ہنسائی ہو گی کہ جن مقلدین کو جاہل، گمراہ اور مشرک کہا جاتا ہے، ان ہی سے مسائل چوری کر کے اپنا دسترخوان سجایا جاتا ہے۔

## سونے پر سہاگہ:

مؤلف نے اس حدیث کو شذوذ سے نکالنے کے لئے اپنے دماغ کا سارا عصارہ ختم کر لیا۔ وہ طاغوت آشیاں دماغ جو مجتہدین کے سامنے جھکنا عار سمجھتا تھا، اس کا غرور ایسا خاک میں ملا کہ حنفی مقلد علامہ ماردینیؒ اور شافعی مقلد امام ترمذیؒ کی دہلیز پر جبیں سائی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ مگر نتیجہ وہی نکلا کہ نقصان مایہ شماتت ہمسایہ۔ اب سونے پر سہاگہ کا عنوان دے کر اپنے مقلدین کو ایک اور فریب دیتے ہیں، چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی نقل کرتے ہیں لیکن نہ کسی کی سند نقل کی، نہ اس کی صحت کسی دلیل سے ثابت کی۔ بس اپنے معتقدین کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ میری تقلید شخصی میں بلا دلیل مان لو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جرابوں پر مسح کرتے تھے، سند نہ پوچھنا، جاہل اور اندھے مقلد بن کر مان لینا اور خبردار اتنے اندھے، بہرے، گونگے بن جانا کہ مجھ سے یہ بھی نہ پوچھنا کہ جرابیں کیسی تھیں، ثخینین تھیں یا رقیق؟ صرف نام یاد کر کے دل کو تسلی دے لینا کہ جب یہ صحابہ رضی اللہ عنہم مسح کرتے تھے تو وہ حدیث ضرور صحیح ہوگی، جس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہمارے شیخ الحدیث کاسہ گدائی لے کر مقلدین سے گداگری بھی کر آئے مگر یہی پڑھتے ہوئے واپس لوٹے:

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

شیخ الحدیث صاحب! آپ تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ سند ہی دین ہے، مگر آج آپ کیوں بے دین بن رہے ہیں؟ کیسی مطلب پرستی کہ آج صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی آپ کو ضرورت پڑ گئی جب کہ نماز تراویح کی بحث میں آپ کی جماعت سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو بدعتی قرار دے چکی ہے (معاذ اللہ)۔ طلاق ثلاثہ کی بحث میں تو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخالف پیغمبر تک کہہ دیا لیکن آج صحابہ رضی اللہ عنہم کی ضرورت محسوس کیوں کی؟ لیکن افسوس کہ شیخ الحدیث کی یہ شیخی بھی کرکری ہوگئی کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ترجمان ان کے شاگرد ہیں، انہوں نے صاف

اعلان فرمادیا کہ مسح تخینین جرابوں پر کیا جاتا ہے، جس سے فریب کا پردہ چاک ہوگیا۔ کیا ہم شیخ الحدیث صاحب سے امید رکھیں گے کہ ویل للمطففین (الآیۃ) کے موافق تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے بیس رکعت کی حدیث کی صحت کا اعلان فرمادیں گے؟

## حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ:

حافظ ابن حجرؒ درایہ میں لکھتے ہیں: الحادی عشر۔عن ثوبان قال بعث رسول اللہ ﷺ سریۃ فأصابھم البرد فأمرھم أن یمسحوا علی العصائب و التساخین أخرجہ أحمد و أبوداؤد و الحاکم و اسنادہ منقطع و لفظ أحمد أن ﷺ توضأ ومسح علی خفیہ و الخمار و العمامۃ (درایہ)۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ان کو سردی لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا اور حکم دیا کہ پٹیوں اور موزوں پر مسح کرو۔ اس کی سند منقطع ہے اور امام احمدؒ کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے وضو فرمایا، اپنے موزوں اور خمار اور عمامہ پر مسح کیا۔'' اس روایت میں جراب کا لفظ نہیں۔ التساخین کا معنی موزے ہیں (دیکھو! زیلعی ص ۱۶۵ ج ۱، المنجد ص ۳۳۴، مصباح اللغات ص ۳۶۷) اور احمد کی روایت میں خفیہ کا لفظ صریح ہے۔ الغرض نہ یہ حدیث متواتر، نہ خبر واحد صحیح، نہ جراب کا لفظ، خدا جانے مؤلف نے کیوں دھوکہ دیا ہے اور تساخین کا ترجمہ خلاف حدیث جرابیں کر کے ضلوا فاضلوا کا مصداق بن گئے۔

## چیلنج:

اس روایت میں اگر مؤلف باریک جراب کا لفظ دکھا دے تو ایک ہزار روپے انعام کا مستحق ہو۔

## لطیفہ:

اگرچہ یہ روایت مولوی صاحب کے لئے مفیدِ مدعا نہیں لیکن انہوں نے اپنی شیخ

الحدیثی کا رعب دکھانے کے لئے یہاں توثیق روایات کی بحث چھیڑی ہے۔معلوم ہو رہا ہے کہ آپ نے حدیث کا علم کسی کامل استاذ سے نہیں پڑھا ورنہ ایسی کچی باتیں نہ لکھتے۔

ا......... اس سند کا پہلا راوی یحییٰ بن سعید ہے۔قال الذهبی کان یفتی بر أی أبی حنیفة کذا فی الطبقات یعنی آپ جلیل القدر محدث اور امام الجرح والتعدیل ہونے کے باوجود خاص امام ابوحنیفہؒ کے مقلد تھے۔مولوی صاحب مقلد کو جاہل کہتے ہیں اور تقلید کو گمراہی،اب ایک مقلد کی تے چاٹ رہے ہیں۔

۲........... دوسراراوی ثوبان بن یزید ہے۔اس کے متعلق صرف اتنا لکھا ہے کہ ثقہ معروف ہے (ص ۷) لیکن یہ بات چھپائی کہ وہ تقدیر کا منکر اور بدعتی تھا (تقریب،خلاصہ)۔امام احمدؒ طلباء کو اس کے پاس جانے سے بھی ڈراتے تھے کہ وہ "ثور" تمہیں سینگوں سے زخمی کردے گا۔ جب حضرت علیؓ کا ذکر آتا تو کہا کرتا تھا: لا احب رجلا میں اس شخص کو پسند نہیں کرتا کیونکہ علی نے میرے دادا کو جنگ صفین میں قتل کیا تھا (حاشیہ خلاصہ تہذیب الکمال ص ۵۰)

۳........... تیسرا راوی راشد بن سعد ہے،جس کو ثقہ ثابت کرنے کے لئے امام یحییٰ بن معین کا قول تو نقل کردیا کہ ثقہ ہے لیکن اپنے امام المجد دابن حزم اندلسی (ص ۱۱) کی جرح کو چھپایا کیونکہ اس نے اسے ضعیف کہا ہے (میزان الاعتدال ص ۳۵ ج ۲) حالانکہ یحییٰ بن معینؒ کے متعلق علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں متعصب حنفی تھے (الرواة الثقات ص ۱۷ ج ۲، تانیب الخطیب ص ۱۵۷) راشد بن سعد کو ثقہ کہنے والے نے یہ بھی بتایا کہ وہ کثیر الارسال تھا (تقریب)۔امام احمدؒ نے فرمایا تھا کہ راشد نے یہ روایت ثوبان سے نہیں سنی کیونکہ وہ کثیر الارسال اور مدلس ہے اور مدلس جو روایت عن سے کرے،وہ منقطع ہوتی ہے اس کا جواب صرف یہ تھا کہ خاص اس حدیث کی سند میں وہ راشد کے سماع کی تصریح دکھادیتے،لیکن وہ اس میں سو فیصدی ناکام رہے ہیں،اس لئے اس انقطاع کو ختم نہیں کرسکتے۔شیخ الحدیث صاحب نے شوخی تو بہت دکھائی،کبھی سمع سے،کبھی معاصرت سے لیکن اصول حدیث سے اس کی جہالت آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہوگئی کیونکہ کثیر الارسال اور مدلس کا انقطاع

صرف اس خاص سند میں سماع کی تصریح سے دور ہوسکتا ہے ورنہ دونہ خرط القتاد اب امام احمدؒ کو بے علمی کا طعنہ دینا (ص ۸) خود اپنی بے علمی کا بھانڈا پھوڑنا ہے۔ امام بخاریؒ پر بھی بہتان باندھا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کی سند میں سماع کی صراحت ہرگز نہیں دکھائی۔

## تنبیہ:

شیخ الحدیث صاحب نے ص ۵ پر امام بخاریؒ پر اعتراض کرنے والے کو بدبخت کہا ہے، اب ص ۷ پر بتایا کہ مسئلہ لقا میں جمہور محدثین نے امام بخاریؒ کی مخالفت کی ہے اور امام مسلمؒ نے مقدمہ مسلم میں بخاریؒ کی خوب خبر لی ہے۔ اب امام مسلم اور جمہور محدثین کے متعلق وہی معاذ اللہ بدبخت ہونے کا فتویٰ ہے یا کچھ اور؟ اتنی جہالت کے بعد شیخ الحدیث کی یہ شوخی بھی ملاحظہ ہو، اب نتیجہ صاف ہے کہ حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ متصل الاسناد غیر معلل لاشاذ ہے فتفکر و لا تعمل بالرأی البحت۔ سچ ہے جہالت مرکبہ انسان کو اسی طرح ذلیل کرواتی ہے۔

## حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

تیسرے نمبر پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر فرمائی ہے، جس کے متعلق امام ابوداؤد فرماتے ہیں: نہ ہی یہ حدیث متصل ہے اور نہ ہی قوی ہے (ابوداؤد) امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ ضحاک کا سماع ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور عیسیٰ بن سنان ایسا ضعیف ہے جس کی روایت حجت نہیں (سنن کبریٰ ص ۲۸۵ ج ۱) خود مؤلف نے بھی تسلیم کیا ہے کہ خود امام احمدؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے عیسیٰ بن سنان کو ضعیف کہا ہے (ص ۸) ہاں ابو حاتم جن کو شیخ الحدیث صاحب ص ۷ پر امام الجرح والتعدیل لکھ آئے ہیں وہ بھی فرماتے ہیں: لیس بالقوی (میزان الاعتدال ص ۳۱۲، ج ۳) الغرض یہ حدیث صحیح ہے نہ حسن، متواتر تو کہاں سے ہوتی؟ پھر اس میں باریک جرابوں کی قید بھی نہیں اور جوتوں پر مسح خود غیر مقلدین بھی نہیں کرتے۔ کیا ایسی روایت کی بنا پر قرآن اور احادیثِ متواترہ کو چھوڑ دیا جائے؟

بر ایں عقل و دانش بباید گریست

## ضعیف حدیث:

شیخ الحدیث چاروں طرف کی خاک چاٹ چکے ہیں، جب حدیث کی صحت ثابت نہیں ہوسکی تو اپنے معتقدین کو دھوکہ دینے کے لئے ایک اور پینترا بدلا کہ اگر چہ یہ حدیث ضعیف بھی ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ ضعیف حدیث میرے نزدیک رائے وقیاس سے بہت زیادہ پسند ہے۔

## فریب:

لیکن یہ کتنا بڑا فریب ہے۔امام صاحبؒ نے فرمایا کہ رائے کے مقابلہ میں ضعیف زیادہ محبوب ہے اور یہاں پر ضعیف حدیث رائے کے مقابل نہیں بلکہ قرآن پاک کی نص اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے، افسوس ہے کہ شیخ الحدیث علمی طور پر اتنے یتیم واقع ہوئے کہ امام صاحب کی صاف بات کو سمجھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔

## حق برزبان جاری:

آج تک غیر مقلدین یہ پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں کہ حنفی مذہب حدیث کے خلاف ہے لیکن مؤلف نے خود امام صاحبؒ کا فرمان نقل فرمادیا کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے(ص ۱۷) پھر یہ غیر مقلدین جھوٹ بولتے رہے ہیں کہ امام صاحبؒ صحیح حدیث کو چھوڑ کر اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں، اب امام صاحبؒ کا ارشاد خود نقل فرمایا کہ وہ ضعیف حدیث کے مقابلے میں بھی قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں، مؤلف نے خود غیر مقلدین کے منہ پر وہ زبر دست طمانچہ رسید فرمایا ہے کہ جس سے ان کی بتیسی جھڑ گئی ہے۔

## مرسل روایت:

مؤلف نے ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کی مثال پوری کرنے کے لئے یہ بہانہ بھی بنایا ہے کہ احناف کے نزدیک مرسل حدیث حجت ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الحدیث صاحب

نے تلبیس حق بالباطل کی ٹریننگ خاص یہود سے لی ہے۔احناف کے نزدیک نص کتاب اور متواتر احادیث کے خلاف نہ متصل روایت حجت ہے اور نہ مرسل۔ ہاں احناف کے ہاں فرق مراتب ہے ایسے مقام پر مرسل کا درجہ بھی ہے لیکن مؤلف کی بے بسی پر ترس آتا ہے، جدھر بے چارے ہاتھ مارتے ہیں قسمت ساتھ نہیں دیتی۔

## ضروری نوٹ:

مؤلف نے اپنے رسالے کی پہلی حدیث ترکت فیکم أمرین الحدیث موطا کے حوالے سے نقل کی ہے وہ مرسل بلکہ معضل ہے۔ایسی روایت کو دلیل کے طور پر پیش کرنا کس کی تقلید ہے؟

## فریب:

ص۹ پر لکھا ہے: اب کسی مقلد کو حق باقی نہیں رہ سکتا جب تک اس حدیث مسح کو نہ مان لے۔ دیدہ باید۔

## ہم حاضر ہیں:

ہم مولوی صاحب کو چیلنج دیتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت و تواتر بطور نص ہمارے امام سے ثابت کر دیں، ہم ضرور اسے صحیح تسلیم بھی کر لیں گے اور آپ کو ایک ہزار روپیہ انعام بھی دیں گے۔

توضیح تلویح میں کہاں لکھا ہے کہ خلاف قرآن اور خلاف سنت متواترہ کسی ضعیف یا شاذ روایت کو کوئی جہل مرکب ضد و تعصب کی بنا پر صحیح کہہ دے، اس کو صحیح نہ ماننے والا امام ابو حنیفہؒ کا مقلد نہیں رہتا۔ مولوی صاحب! علامہ سبکیؒ نے طبقات شافعیہ میں صاف لکھ دیا ہے: أصحاب الظواهر ليسوا من علماء الشريعة تم جیسے ظاہر بین کو عالم کہنا ہی درست نہیں۔

## امام مسلمؒ:

ص۹ پر ہی امام مسلمؒ کے نام سے دھوکہ دیا ہے کہ امام مسلمؒ ایسی ضعیف روایات کو تائید میں لے آئے ہیں، حالانکہ امام مسلمؒ اس حدیث کو ہرگز متابعات میں نہیں لائے۔ اس کو متابعات میں لانا تو کجا، امام مسلمؒ تو جرابوں پر مسح کی روایت کو ظاہر قرآن کے خلاف کہتے ہیں۔ خدا جانے حضرات غیر مقلدین نے مولوی داؤد صاحب سے رسالہ لکھنے سے پہلے یہ حلف لیا تھا کہ جھوٹ، خیانت، دھوکے اور فریب کے بغیر کوئی بات نہ کرنا اور داؤد صاحب اس بات کو نباہ رہے ہیں ورنہ کوئی باضمیر آدمی غیرت سے اتنا تہی نہیں ہوتا کہ بات بات پر فریب دے۔

## چوتھی حدیث اور سند میں زبردست خیانت:

مولوی صاحب نے اپنے سارے رسالے میں صرف ایک روایت سند کے ساتھ نقل کی ہے، یہ نبی پاک ﷺ کی حدیث نہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور کسی حدیث کی کتاب سے نہیں بلکہ الدولابی کی "الکنا، و الأسماء" سے نقل کی ہے اور اصل کتاب سے نہیں بلکہ رسالہ المسح علی الجوربین ص۱۷ سے چوری کی ہے۔ أخبرنی أحمد بن شعیب عن عمرو بن علی قال أخبرنی سهل بن زیاد أبو زیاد الطحان قال حدثنا الأرزق بن قیس قال رأیت أنس بن مالك أحدث فغسل وجهه و یدیه و مسح علی جوربیه من صوف فقلت أتمسح علیهما فقال هی خفان و لکنهما من صوف۔ الارزق بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بے وضو ہوئے یا بقول داؤد دزور سے پاد مارا، پھر وضو کیا جس میں منہ دھویا، ہاتھ دھوئے اور اون کی جرابوں پر مسح کیا (میں نے منہ دھونے اور ہاتھ دھونے پر اعتراض نہ کیا کیونکہ ایک معروف بات تھی لیکن یہ مسح جوربین ایک غیر معروف اور منکر بات تھی، اس لئے میں خاموش نہ رہ سکا) تو پوچھ لیا کہ یہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اون کے موزے ہیں (یعنی موزوں جیسی ہیں، اس لئے میں نے موزوں پر ان کو قیاس کر لیا)

## سند میں خیانت:

آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس روایت کی سند میں چار راوی ہیں۔ مولوی داؤد صاحب نے دوسرے اور تیسرے راوی کا نام اپنے رسالہ میں ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ ان دونوں کا عادل اور ضابط ہونا باصول محدثین ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ اس جرم کو محدثین زنا کاری سے بھی بدتر جرم قرار دیتے ہیں کیونکہ زانی شخص تو صرف اپنا ہی دین خراب کرتا ہے لیکن ایسا مجرم پوری امت کے دین کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

## مطالبہ:

ہم جامعہ سلفیہ، ادارہ علوم اثریہ اور دار القرآن والحدیث وغیرہ کے ذمہ دار علماء سے پوچھتے ہیں کہ جو راوی سند میں چوری کرے، محدثین کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا، سند کی خیانت کے بعد اب متن سے استدلال کا حال دیکھئے:

## حضرت انس رضی اللہ عنہ کی جرابیں:

مؤلف نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ ص ۹ پر لکھا ہے کہ اون، سوت، نیلون کی جرابوں پر مسح جائز ہے، کیا مؤلف سوت، نیلون کا لفظ اس حدیث سے دکھا سکتے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ جرابیں کیسی تھیں، اس روایت میں اتنا ہے کہ وہ اون کی تھیں۔ باریک تھیں یا موٹی، اس کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو خفان فرمایا کہ موزہ جیسی تھیں اور سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۸۵ ج ا میں تو یہ صراحت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی جرابوں کے نیچے چمڑا لگا ہوا تھا تو یہ جرابیں، درج کی گئی چھ قسموں میں سے ثخینین مجلد یا ثخینین منعل ہوئیں، باریک جرابوں کا حکم اس میں کہاں سے نکلا؟ شیخ الحدیث کا یہ فرمانا کہ وانہ حدیث صریح الدلالة وصحیح الاسناد نرا جھوٹ ہے۔ نہ اس کی سند صحیح ثابت ہوئی اور نہ اس میں سوت نیلون یا باریک کے لفظ کی صراحت موجود ہے۔

## الجواب:

مولوی صاحب ص۱۰ پر لکھتے ہیں: موزہ اور جراب ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔
اب ہم یہی کہتے ہیں کہ جورب کے لفظ کے ساتھ جو روایات آئی ہیں ان سے موزے ہی مراد ہیں نہ کہ یہ باریک جرابیں جن کو الشراب کہتے ہیں۔

## اصول فقہ میں دسترس:

مولوی صاحب اپنی اوقات سے پوری طرح واقف ہو چکے تو اصول فقہ میں بھی اپنی جہالت کو ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔ حضرت انس ﷛ کی وہ روایت جس کی سند میں خیانت کی تھی، اس کو مطلق قرار دے کر المطلق یجری علی اطلاقہ کا وردشروع کر دیا لیکن ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت انس ﷛ کی جرابوں پر چمڑا چڑھا ہوا تھا پھر مولوی صاحب کو یہ بھی علم نہیں کہ نفسِ فعل میں عموم و اطلاق نہیں ہوا کرتا۔ حکایۃ الفعل لا عموم لھا ان کا متفقہ ضابطہ ہے، اس قاعدے کے غلط استعمال کی مثال ایسی ہی ہوگی کہ کسی نالائق شاگرد کو استاد نے تقسیم کا سوال لکھایا، اس نے تقسیم کی بجائے ضرب کے قاعدے سے سوال نکالا تو جواب یقیناً غلط ہوگا۔ اب جاہل مرکب یہی شور مچاتا جائے کہ ضرب کا قاعدہ حساب کا قاعدہ نہیں ہے تو اس الد الخصام کو یہی کہا جائے گا کہ قاعدہ تو حساب کا ہی ہے لیکن تو نے اس کا استعمال غلط کیا ہے، اس لئے تیرا جواب غلط ہے، تو فیل ہے، سرے سے پاس ہی نہیں چہ جائیکہ اپنی نادانی سے وظیفہ ملنے کی امید لگائے بیٹھا ہے، مولوی صاحب نے ایک اصول کہیں سن لیا تھا، اس کو موقع بے موقع استعمال کرنا شروع کر دیا، جیسے کسی نے درانتی کو بخار اتارنے کے لئے کنویں میں لٹکایا، پھر یہی اصول اپنی والدہ پر استعمال کیا اس نے بے اصولی سے اپنی والدہ کو مار ڈالا تھا۔ مولوی داؤد صاحب بے اصولی سے لوگوں کا دین برباد کر رہے ہیں، کہیں تو نص قطعی اور متواتر آحادیث کو ضعیف اخبار آحاد سے منسوخ یا مخصوص کرنے کی ناکام سعی کرتے ہیں اور کہیں اطلاق و عموم کے قواعد کا بے جا استعمال

فرماتے ہیں، سچ ہے کہ جس کا کام اسی کو ساجھے اور کرے تو ٹھینگا باجے۔ اصول فقہ کسی فقیہ سے پڑھ لئے ہوتے تو اس جہالت میں مبتلا نہ ہوتے۔

## پانچویں حدیث:

مؤلف نے اب آخری روایت نقل کی ہے۔ یہ حضرت بلال ؓ کی روایت ہے، حضرت بلال ؓ کی روایت صحیح مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ الغرض صحاح ستہ میں سے پانچ کتابوں میں موجود ہے لیکن کسی کتاب میں جوربین کا لفظ نہیں ہے۔ غیر مقلد رات دن صحاح ستہ کی ہمنوائی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں لیکن یہاں ان سب سے صرف نظر کر کے طبرانی کی روایت درایہ سے نقل کر دی ہے، طبرانی کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے، اس نے وھماً یہاں جوربین کا لفظ ذکر کیا ہے، پھر حضرت بلال ؓ سے موق، جرموق کا لفظ بھی مروی ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت بلال ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے موزوں کے اوپر سے جرموق یا جرابیں پہن رکھی تھیں، ان پر مسح فرمایا۔ مؤلف کی نقل کردہ روایت میں بھی خفین و الجوربین کے الفاظ ہیں۔ اس روایت نے تو مؤلف کے سارے رسالے پر پانی پھیر دیا کیونکہ اولاً تو اس میں لفظ جوربین شاذ ہے، کتب صحاح کے خلاف ہے، ثانیاً موزے کے اوپر پہنی ہوئی جرابوں کا ذکر ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی جوربین کی روایت صحیح ہوتی تو بھی اس میں ان جرابوں پر مسح کا ذکر ہوتا جو موزے کی حفاظت کے لئے اوپر سے پہنی ہوئی ہوں۔

## دلیلِ محکم:

اب تھک ہار کر مؤلف کو تلقی بالقبول یاد آئی جو تراویح کی بحث میں بالکل نسیاً منسیا ہوتی ہے لیکن یہ دعویٰ بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے کیونکہ امت ثخینین کے علاوہ رقیق جرابوں پر مسح کرنے کی ہرگز ہرگز قائل نہیں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ شاید تلقی بالقبول کا کوئی نیا معنی مؤلف کے حاشیہ دماغ میں ہے کہ جس کو کوئی نہ مانے وہی تلقی بالقبول ہوتا ہے۔

## خلاصہ کلام:

مؤلف اس مسئلہ میں نہ نصِ قرآنی پیش کر سکے، نہ حدیثِ متواتر۔ حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ میں جرابوں کا ذکر ہی نہیں۔ حدیث موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی ضعیف ہے اس کے بعد حدیث انس رضی اللہ عنہ و بلال رضی اللہ عنہ غیر صحاح کی روایت کی طرف آئے لیکن ایک حدیث بھی موافق مدعا نہ مل سکی۔ اب مؤلف یہ ورد کریں:

اے میرے باغ آرزو! کیسا ہے باغ؟ ہائے تو
کلیاں تو گو ہیں چار سو، کوئی کلی کھلی نہیں

## ائمہ اربعہؒ کے فتاویٰ:

مؤلف کا دل جانتا تھا کہ پیش کردہ روایات نہ صحیح ہیں، نہ متواتر بلکہ نصِ قرآنی اور احادیثِ متواترہ کے خلاف ہیں، اس لئے اب محض رعب جمانے کے لئے ائمہ اربعہ پر بہتان طرازی شروع کر دی۔

## امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:

امام مالکؒ کا مسلک یہ تھا کہ جن جرابوں پر نیچے اوپر چمڑا لگا ہوا ہو، ان پر مسح جائز ہے لیکن آخر عمر میں اس سے بھی رجوع فرما لیا کہ کسی قسم کی جرابوں پر مسح جائز نہیں (المدونۃ الکبریٰ)

## چیلنج:

اگر مؤلف امام مالکؒ کا آخری قول باریک جرابوں پر مسح کا دکھا دے تو ہم ایک ہزار روپے انعام دیں گے۔

## امام شافعیؒ:

امام شافعیؒ تخینین جرابوں پر مسح کے قائل ہیں اور یہ مسلک انہوں نے صاحبین

سے لیا ہے کیونکہ وہ امام محمدؒ کے شاگرد ہیں۔ داؤد صاحب نے سب سے بڑا دھوکہ یہ دیا کہ ان کا مذہب نقل کرنے میں اذا کانا ثخينين کا لفظ چھوڑ گئے (ترمذی ص ۱۴۱ ج ۱)

## امام احمد بن حنبلؒ:

امام احمد بن حنبلؒ بھی ثخينين جرابوں پر مسح کے قائل ہیں (ترمذی ص ۱۴۱، ج ۱)۔ ان باریک جرابوں پر مسح کرنے کو امام احمدؒ نے کبھی جائز قرار نہیں دیا۔ مؤلف کا محض بہتان ہے اور نقل مذہب میں خیانت بھی۔

## سیدنا امام اعظمؒ:

آپ پہلے صرف دو قسم کی جرابوں پر مسح کرنے کے قائل تھے۔ ثخينين مجلد، ثخينين منعل اور ثخينين سادہ پر بھی مسح کے قائل نہ تھے۔ آخر عمر میں بیماری میں ثخينين پر مسح فرمایا جس کو بعض فقہاء نے دلیل رجوع قرار دیا۔ باریک، اونی، سوتی، نیلون وغیرہ کی جرابوں پر یہ ہرگز ہرگز مسح کے قائل نہیں (ہدایہ، شامی، بحرالرائق، کبیری وغیرہ)

## علامہ صدر الشریعہ پر بہتان:

مولوی صاحب نے صدر الشریعہ کی طرف یہ نسبت کی ہے کہ جرابوں پر مسح کرنا سنت ہے۔ (شرح وقایہ ص ۱۱۱) وہاں مجلد منعل، ثخينين جرابوں کا ذکر ہے اور بس، مؤلف نے یہ عبارت چھوڑ دی ہے۔ جاز بالسنة کا ترجمہ ''سنت ہے'' کرنا جہالت کی انتہاء ہے۔

## مولانا عبدالحئی صاحبؒ:

آپ نے عمدۃ الرعایہ ص ۱۰۱ پر صاف لکھا ہے کہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ جو جرابیں ثخينين نہ ہوں ان پر مسح جائز نہیں۔ لیکن الزام تراشی کے شوق میں ان پر بھی بہتان لگا دیا۔

## متنِ حدیث میں زبردست خیانت:

مولوی صاحب نے ص　پر مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۸۰ ج ۱ کے حوالہ سے

حضرت علامہ ابراہیم نخعیؒ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ جولا پرواہ ہو کر جرابوں پر مسح چھوڑ دے وہ شیطان ہے، حالانکہ یہ صاف جھوٹ ہے، اگر مولوی صاحب وہاں جراب کا لفظ دکھادیں تو ہم دس ہزار روپے انعام بھی دیں گے اور ان کے شیخ الحدیث ہونے کا اقرار بھی کر لیں گے۔ اگر وہ نہ دکھا سکے اور ہر گز ہر گز نہ دکھا سکیں گے (ان شاء اللہ العزیز) تو ہم ان کے حسب کردار کوئی دوسرا لقب اختیار کرنے کی ترغیب دیں گے۔

## آخری بات:

مؤلف نے ص۱۲ پر عنوان قائم کیا ہے: ''باریک جرابوں پر مسح کا ثبوت''۔ یہی عنوان رسالے کا اصل مقصد تھا۔ جھوٹ، خیانت، بہتان اور گالیوں سے کچھ فرصت ملی تو شیخ الحدیث صاحب کو خیال آیا کہ اف اصل مسئلہ تو ابھی اسی طرح میرے اور میری جماعت کے سر پر قرض ہے۔ چنانچہ آپ نے عنوان تو لکھ دیا لیکن دلائل میں نہ کتاب اللہ، نہ سنت رسول اللہ ﷺ، نہ خلفاء راشدین ؓ، نہ مہاجرین وانصار ؓ، نہ اصحاب خیر القرون، نہ ائمہ اربعہؒ، نہ محدثین صحاح ستہ کسی سے بھی باریک جرابوں کا لفظ پیش نہ کر سکے صرف اور صرف ابن حزم کا قول پیش کیا۔ دوسرے لوگوں کو اقوال الرجال کا طعنہ دینے والے ابن حزم کی تقلید شخصی کر کے خود ہی طعن کا مصداق ٹھہرے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

## مولوی صاحب وضاحت فرمائیں:

برادران اسلام! اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اس میں مسائل مفصل طور پر موجود ہیں۔ مثلاً مسح موزہ کی رخصت شریعت میں ثابت ہے تو اس کے مکمل مسائل بھی کتب حدیث وفقہ میں موجود ہیں مثلاً مسح موزہ کی روایات متواتر ہیں۔

۱..........مسح موزہ پر اس وقت جائز ہے جب حالت طہارت میں موزے پہنے ہوں۔

۲..........مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن رات تک مسح کر سکتا ہے۔

۳..........آپ موزے کے اوپر مسح فرمایا کرتے تھے۔

۴..........آپ مسح کے لئے انگلیاں پنجوں کی طرف سے پنڈلی کی طرف کھینچتے تھے اور موزہ پر مسح کی لکیریں ظاہر ہو جاتیں۔

۵..........حالت جنابت میں آپ موزے اتارتے، غسل کے وقت مسح نہ کرتے۔

مولوی صاحب! مسح جوربین کے لئے بھی آپ مندرجہ بالا احکام شرط طہارت، مدت مسح، مسنون طریق، مسح جراب کن کن چیزوں سے باطل ہو جاتا ہے، مدت مسح ختم ہونے پر کیا کرے؟ جراب اتر جائے تو مسح رہتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے؟ یہ سب حکم صریح صحیح احادیث سے بتائیں، قیاس نہ کریں، اسی طرح مسح نعلین کی شرائط، مسح کا حکم شرعی، مسح کا مسنون طریقہ، مسح نعلین کی مدت، مسح کن کن باتوں سے باطل ہو جاتا ہے، یہ احادیث صریحہ صحیحہ سے پیش فرمادیں، اگر مولانا صاحب مسح جوربین اور مسح نعلین کے مکمل احکام صحیح احادیث سے ثابت کر دیں تو ہم مبلغ دس ہزار روپے انعام دیں گے اور اگر وہ ان مسحوں کے احکام صریح احادیث سے نہ دکھا سکے اور ہرگز ہرگز تا قیام قیامت نہیں دکھا سکیں گے (ان شاءاللہ) تو پھر مان لیں کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے اگر کوئی یہ مسئلہ ہوتا تو اس کے مکمل احکام اسلام میں موجود ہوتے۔ آپ کے مقتدی مسح کی رخصت تو آپ کے رسالہ سے پڑھ لیں گے لیکن مسح کے مفصل احکام کے لئے کس کی قبر پر ماتم کریں گے۔

## کیا فرماتے ہیں علماء دین:

کہ وضو میں پاؤں دھونا نص قطعی اور احادیث متواترہ اور باجماع امت فرض ہے لیکن:

۱..........مولوی داؤد صاحب یخالفون عن أمره (الآیة) پڑھ رہے ہیں کہ وضو میں پاؤں دھونا امر نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔ اس پر ابتلاء فتنہ اور عذاب الیم کی وعید ہے، وہ امر نبوی کونسا ہے؟

۲..........وضو میں پاؤں دھونے کے فرض کو مولوی داؤد صاحب پہلی امتوں کی تکلیف مالا

ایطاق قرار دے کر آیت یضع عنهم اصرهم و الأغلال التی کانت علیهم سے منسوخ قرار دے رہے ہیں۔ کیا واقعی پاؤں دھونے کا حکم تکلیف مالا یطاق ہے اور کیا واقعی یہ فریضہ اصر اور اغلال ہے؟

۳.......... پاؤں دھونے کے بارگراں کو مولوی داؤد صاحب ملت بیضاء کا حکم نہیں سمجھتے بلکہ اس کے خلاف قرار دے رہے ہیں۔

۴.......... مولوی داؤد صاحب انما یسرناہ بلسانک کا معنی یہ کر رہے ہیں کہ اس کے مسائل سہولت پر مبنی ہیں اور وضو میں پاؤں دھونا اس آیت کے خلاف ہے۔

۵.......... ہم اہلِ سنت والجماعت نصِ قرآنی، احادیثِ متواترہ کے مطابق وضو میں پاؤں دھوتے ہیں لیکن اس فرض کی تعمیل کے جرم میں مولوی داؤد صاحب ہمیں نائی عن الحق (حق سے دور) کہہ رہے ہیں۔ کیا فرائض پر عمل کرنے سے انسان واقعی حق سے دور ہو جاتا ہے؟

۶.......... مولوی داؤد صاحب فرض پر عمل کرنے والوں کو من اتخذ الهه هواه اپنے نفس کا پجاری فرما رہے ہیں، کیا واقعی پاؤں دھو لینے والا نفس کا پجاری ہے؟ پھر یہ بھی فرمائیں کہ نفس کا پجاری سہولتیں تلاش کیا کرتا ہے یا آپ کی مفروضہ مالا یطاق پر مجاہدانہ عمل پیرا ہوتا ہے۔

۷.......... مولوی داؤد صاحب نے نصِ قرآنی اور احادیثِ متواترہ کو علیت صبیان کہہ دیا ہے کیا خدا اور رسول کے متعلق علیت صبیان کا اطلاق جائز ہے؟

۸.......... مولوی داؤد صاحب نے فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی آیت لکھی ہے۔ عبادی سے مراد امت محمد یہ ہے تو ان کا تو اجماع اور اتفاق ہے کہ باریک جرابوں پر مسح جائز نہیں۔ اگر آپ کے نمازی بازار کے مقتدی ہیں تو کیا جنت میں جانے کے لئے بازاری ہونا بھی ضروری ہے؟

# اکابر اہلِ حدیث کے فتاویٰ

## غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کا فتویٰ:

اونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں، اس کے جواب میں میاں صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں، تفصیل فتاویٰ نذیریہ میں دیکھیں (فتاویٰ نذیریہ ص ۳۲۷ تا ۳۳۴ رج ۱)

## مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کا فتویٰ:

یہ (جرابوں پر مسح کا) مسئلہ نہ قرآن سے ثابت ہوا ہے نہ حدیث مرفوع صحیح سے نہ اجماع سے نہ قیاس سے نہ چند صحابہ کے فعل اور اس کے دلائل سے اور غسل رجلین (پیروں کا دھونا) نصِ قرآنی سے ثابت ہے، لہذا خف چرمی (موزہ) کے سوا جراب پر مسح کرنا ثابت نہیں ہے (فتاویٰ ثنائیہ ص ۴۲۳ رج ۱)

## غیر مقلدین کے مشہور عالم مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کا فتویٰ:

جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس کے جواز پر کوئی صحیح دلیل نہیں (فتاویٰ ثنائیہ ص ۴۲۳ رج ۱)

## غیر مقلدین کی نماز:

بازاری مولوی نے آخری ورق پر اپنی گندی تہذیب کا مظاہرہ کیا ہے جس میں شافعی اور حنفی نماز کا مقابلہ کیا ہے، حالانکہ اس واقعہ کی تاریخی حیثیت الف لیلیٰ سے زیادہ نہیں لیکن ملا جی اس کو صحیفہ آسمانی سمجھ رہے ہیں تو ان سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ آپ کے خیال کے موافق سلطان محمود غزنوی کو حدیث کی جستجو کا شوق ہوا تو ان کو اپنی وسیع ترین سلطنت میں

کوئی غیر مقلد کیوں نہ ملا جس سے وہ حدیث کی تحقیق کرتے۔ معلوم ہوا شاہی وسائل جستجو کے موافق بھی اس دور میں غیر مقلد ایک نایاب جنس تھی، اس سے بڑھ کر حیرانی یہ ہے کہ سلطان محمود کو فقہ کی کتابوں کے ترجمہ کے لئے ایک عربی دان عیسائی تو مل گیا لیکن کوئی غیر مقلد نہ مل سکا۔ مولوی صاحب! سلطان محمود غزنویؒ کی وسیع سلطنت میں کوئی ایک آدھ غیر مقلد ہی تلاش کر لیتے۔ آپ نے تو یہ واقعہ لکھ کر اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ اسلامی حکومتوں میں غیر مقلدیت کے کھوٹے سکے ہرگز رائج نہ تھے، یہ تو خاص برطانوی ٹکسال پر ڈھلے ہیں پھر آپ یہ بتائیں کہ غزنی شروع سے آج تک فقہ حنفی کا گہوارہ رہا ہے، سلطان محمود غزنویؒ نے کون سی کتاب فقہ حنفی کے خلاف لکھوائی؟ پاک و ہند میں محمود غزنویؒ نے جو نائب چھوڑے وہ سب کے سب حنفی تھے۔ اس تواتر کے خلاف مولوی صاحب یوسف زلیخا، الف لیلیٰ جیسے افسانوں کو جزو ایمان سمجھ بیٹھے ہیں۔ اس واقعہ کے آخری نتیجہ میں مولوی صاحب نے غیر مقلدیت کو بالکل دفن کر دیا، وہ لکھتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی عامل بالحدیث شافعی مذہب کے عامل بن گئے (ص ۱۸)۔ خوب فیصلہ فرمایا کہ مذہب شافعی کے مقلد نہ مشرک ہیں اور نہ بدعتی بلکہ عامل بالحدیث ہیں۔ مذہب کی نسبت بھی مجتہد کی طرف جائز ہوگئی، مجتہد کی تقلید عمل بالحدیث قرار پائی اسی کو کہتے ہیں:

ہوا مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

بہرحال یہ بات تو روز روشن کی طرح صاف ہوگئی کہ انگریز کے دور سے پہلے تمام مسلمان اہل سنت والجماعت تھے اور اصحاب مذہب تھے، لامذہب (غیر مقلد) کوئی نہ تھا۔ اب چونکہ دور غلامی کی یادگار سامراج کا تحفہ (غیر مقلدین) بھی یہاں موجود ہیں، اس لئے ان کی نماز کا نقشہ بھی پیش کیا جاتا ہے، لیکن اس سے پہلے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ غیر مقلدین کی پہچان کیسے ہو؟ کیونکہ بے دلیل دعویٰ تو مانا نہیں جا سکتا۔ اس لئے سب سے پہلے تو غیر مقلد کی پہچان یہ ہے کہ وہ پہلے بجو کے کباب، مینڈک کا اچار، گوہ کا قیمہ، خارپشت کا

شور با منی کا کسٹرڈ استعمال کرے تو اس دلیل سے اس کا غیر مقلد ہونا معلوم ہو جائے گا پھر وہ گائے کے پیشاب سے وضو کرے، نماز پڑھنے کی جگہ پر مردار کتے کی انتڑیاں بچھا لے، خنزیر کی غیر مدبوغ کھال کو بطور لباس پہن لے، منہ پر منی کا میک اپ اور کتے کے خون کی سرخی لگا لے، جسم پر نجاست کا آئل مل لے تا کہ مچھر اور مکھیوں کی دعوت کا سامان مکمل ہو جائے، پھر ننگے سر، پاؤں کم از کم تین فٹ چوڑے کر کے کھڑا ہو جائے، سر ننگا ہو، سر اور داڑھی میں کم از کم ڈیڑھ سیر دھول ہو، وقت سے پہلے ہی بغیر نیت کے نماز میں کھڑا ہو، کہنیوں کو کندھے کے ساتھ ۹۰ درجے کا زاویہ بنا کر ہاتھوں کو چھاتیوں کی طرف اٹھا کر گلے کے قریب رکھ لے، لیکن فوراً ایک ہاتھ سے ناک کے چوہے نکالنا شروع کر دے، دوسرے ہاتھ سے جسم کے اعضاء مخصوصہ کی خارش کو سہلاتا ہوا اور اپنی مخوض کٹا قرأت سے قرآن پڑھے، ہاتھوں کو ہلاتے ہوئے رکوع میں جائے، تسبیحات کی بجائے اردو زبان میں مقلدین کو گالیاں اور بددعائیں دے، پھر سجدوں میں بھی تسبیحات کی بجائے پنجابی زبان میں برطانیہ سامراج کے لئے دعائیں کرے۔ دوسری رکعت میں پاؤں مزید چوڑے کر کے مسجد کا محراب بنائے۔ نماز کے آخر میں بھی سلام سے پہلے پنجابی میں مقلدین حنفیہ کو بددعائیں اور مقلدین حنبلیہ کے لئے دعائیں کرے۔ پھر سامنے کی طرف ایک سلام کرے اور بغیر دعا کئے ہوئے علامہ شامیؒ اور صاحب ہدایہؒ پر تبرا بازی شروع کر دے اور حنفی مسلمانوں کو ایک ہی سانس میں کافر، مشرک، جہنمی، من حرامی، بدعتی کہتا چلا جائے اور آخر میں بازار میں کھڑا ہو کر غیر مقلدیت کی جے پکارے۔ پھر اس عیسائی کو تلاش کرے تا کہ ہم بھی غیر مقلدوں کی کتابوں کا ترجمہ اسی سے بازاری ملاجی کو سنائیں۔ بہر حال ہم ان حوالہ جات کی مکمل ذمہ داری قبول کرتے ہیں جس کو وقت آنے پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

## کچھ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں:

مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ علامہ شامی نے لکھا ہے:

فلعنة ربنا اعداد رمل
علی من رد قول ابی حنیفة

ترجمہ: ریت کے ذروں کے برابر اس پر لعنتیں ہوں جو امام ابوحنیفہ کی بات کو رد کر دیتا ہے (ص۱۴)

مؤلف نے اس شعر کو علامہ شامیؒ کا شعر قرار دیا ہے، حالانکہ یہ شعر نہ علامہ شامیؒ کا ہے، نہ شامی میں ہے۔ یہ شعر ایک نظم کا آخری شعر ہے جو امام اعظمؒ کے بارے میں کہی گئی ہے اور صاحب درمختار نے اس کو نقل فرمایا ہے۔ یہ نظم حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ کی ہے۔ یہ عبداللہ بن مبارکؒ وہ بزرگ ہیں جن کو بہتانی مولوی صاحب نے جرابوں پر مسح کرنے کے گواہوں میں شمار کیا ہے، ان کے قول سے ثخینین کی قید بر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے (ص۵)۔ علامہ ذہبیؒ ان کو الامام، العلامہ، الحافظ، شیخ الاسلام، فخر المجاہدین، قدوۃ الزاہدین لکھتے ہیں (تذکرہ ص۲۵۳ ر ج۱)، علامہ نوویؒ شافعی فرماتے ہیں: ''ان کی امامت اور جلالت پر سب کا اتفاق ہے، وہ تمام چیزوں میں امام تھے۔ ان کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے بخشش کی توقع کی جاتی ہے۔ ابن سعد ان کو مقتدا، حجت اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔'' (تہذیب الاسماء ص۲۸۵ ر ج۱) مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں: وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے (تحفۃ الاحوذی ص۲۲۰ ر ج۱)

ہم پہلے عبداللہ بن مبارکؒ کی پوری نظم مع ترجمہ و مختصر تشریح عرض کرتے ہیں۔
حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:

لقد زان البلاد و من علیها
امام المسلمین ابو حنیفة
باحکام و آثار و فقه
کایات الزبور علی الصحیفة

## ترجمہ وتشریح:

دنیا بھر کو سب مسلمانوں کے امام ابو حنیفہؒ نے مزین فرما دیا ہے کیونکہ دنیا کی ساری بہار اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے اور امام اعظم ابو حنیفہؒ نے احکام شرعیہ کو ایسی ترتیب سے اور اتنی جامعیت سے جمع فرما دیا ہے کہ تمام عبادتیں، تمام حکومتیں تمام عدالتیں، تمام معاملات اس فقہ کے موافق چل رہے ہیں جس سے جہالت اور فساد کی تاریکیاں ختم ہو کر دین کی مکمل بہار قائم ہو گئی ہے اور علم حدیث میں بھی سب سے پہلی کتاب کتاب الآثار آپ ہی کی لکھوائی ہوئی ہے اور عقائد کی درستگی کے لئے بھی آپ نے فقہ اکبر لکھ کر امت میں اٹھنے والے سب فتنوں کا خاتمہ کر دیا۔ آپ نے دین الٰہی کو زبور کی آیات کی طرح چمکدار فرما دیا ہے۔ یہ شعر اس حدیث پاک کا ترجمہ ہے جس میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی زینت ۱۵۰ھ میں اٹھ جائے گی۔ اسی سن میں امام صاحبؒ کا انتقال ہوا، اس حدیث کے مطابق آپ زینت قرار پائے۔

فما فی المشرقین له نظیر
و ما فی المغربین و لا بکوفة
یبیت شمراً سهر اللیالی
و صام نهاره لله خیفة

## ترجمہ وتشریح:

امام اعظم ابو حنیفہؒ ایسے بے مثل امام ہیں کہ ہم نے مشرق ومغرب کو چھان مارا لیکن آپ کی نظیر کہیں نہ مل سکی اور نہ ہی دار العلم کوفہ میں آپ جیسا کوئی اور ہے، آپ نے علمی میدان میں وہ کام کیا جس کی نظیر نہیں لیکن آپ صرف علم ہی نہیں عمل کے بھی آدمی ہیں، آپ نے سالہا سال تک شب بیداری فرمائی اور صائم الدہر رہے یعنی ہمیشہ روزہ رکھتے اور یہ عبادت ریاکاری کے لئے نہ تھی بلکہ محض اخلاص اور خوف الٰہی سے تھی۔ ان اشعار میں امام

عبداللہ بن مبارکؒ نے امام صاحب کے کمال علم اور کمال اخلاص کا بیان فرمایا ہے۔

و صان لسانه من كل افك
و ما زالت جوارحه عفيفة

## ترجمہ وتشریح:

آپ نے اپنی زبان کی ہر گناہ سے حفاظت فرمائی اور آپ کے تمام اعضاء ساری عمر گناہ تو کجا شبہات سے بھی پاک رہے، آپ ایسے عفیف اور پاک باز تھے۔

يعف عن المحارم و الملاهي
و مرضاة الله له وظيفة

## ترجمہ وتشریح:

ہر قسم کے محارم اور ملاہی سے محفوظ رہے اور آپ کا کمال صرف سلبی ہی نہ تھا بلکہ ہمیشہ رضائے الٰہی ان کی زندگی کا وظیفہ رہی۔ ان اشعار میں آپ کی کمال ورع اور رضا بالقضاء کا بیان ہے۔

فمن كابي حنيفة في علاه
امام للخليقة و الخليفة

## ترجمہ وتشریح:

امام صاحب کے درجات عالیہ تک کس کی رسائی ہو سکتی ہے جو آنحضرت ﷺ کے نائب، آپ ﷺ کے دین کے شارع، آپ ﷺ کے مزاج شناس وارث ہیں اور بعد میں آنے والی مخلوقات کے امام ہیں۔ آپ تمام علوم دینیہ کی ترتیب وتدوین میں قطب مدار ہیں۔

رأيت العائبين له سفيهاً
خلاف الحق مع حجج ضعيفة

## ترجمہ وتشریح:

امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظمؒ پر نکتہ چینی کرنے والوں کو پرلے درجے کا بیوقوف پایا ہے، وہ لوگ محض اوہام فاسدہ سے حق کی مخالفت کررہے ہیں۔ امام حسن بن ہانی کیا خوب فرماتے ہیں۔ انہوں نے کسی کو امام صاحبؒ پر نکتہ چینی کرتے سنا تو فرمانے لگے: اومضبوط پہاڑ کو سر مار کر زخمی کرنے کا ارادہ کرنے والے! یادرکھ مضبوط پہاڑ تو زخمی نہیں ہوگا، ہاں تیری کھوپڑی کے ٹکڑے تلاش کرنے سے بھی نہ مل سکیں گے۔

کیف یحل أن یوذی فقیه
له فی الأض آثار شریفة

## ترجمہ وتشریح:

امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: کسی حال میں بھی کسی فقیہ کو ایذا پہنچانا جائز نہیں کیونکہ اگر وہ صواب پر ہے تو دو اجر کا مستحق ہے اور اس کی خطا پر بھی اجر ہے، زمین پر اس کی باقیات صالحات صدقہ جاریہ کی شکل میں محفوظ ہیں، جن کا ثواب ان کو ہر لحہ پہنچ رہا ہے۔ علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے امام اعظمؒ پر نکتہ چینی کی۔ میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک فلک بوس پہاڑ ہے جو سراپا نور ہے اور اس کی نورانی شعاعیں مشرق ومغرب، شمال وجنوب کو بقعۂ نور بنارہی ہیں، اتنے میں ایک چھوٹا سا پتنگا آ کر اس پہاڑ سے ٹکرانے لگا، اس کے پر ٹوٹ گئے اور وہ خاک میں مل گیا لیکن پہاڑ اور اس کی نورانیت میں کچھ فرق نہ آیا۔ علامہ فرماتے ہیں وہ نورانی پہاڑ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ تھے۔

و قد قال ابن ادریس مقالاً
صحیح النفل فی الحکم اللطیفه

## ترجمہ وتشریح:

اب امام عبداللہ بن مبارکؒ اپنے سابقہ بیان پر شہادت پیش کرتے ہیں کہ فن حدیث اور اجتہاد کے امام حضرت امام شافعیؒ نے بڑی پر لطف بات فرمائی ہے۔

بأن الناس فی الفقہ عیال
علٰی فقہ الامام أبی حنیفہ

ترجمہ وتشریح:

کہ تمام لوگ دینی بصیرت میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی دینی بصرت کے سامنے محض طفل نابالغ ہیں، یعنی جس طرح باپ اصل ہوتا ہے اور اولاد باوجود اختلاف مزاج کے بھی اس کی نسل ہوتی ہے، اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کی دینی بصیرت بعد میں آنے والوں کے لئے اصل ہے اور لوگوں کی بصیرت اس کی نقل ہے، امام شافعیؒ نے اس میں امام صاحبؒ کی جامعیت کو بیان فرمایا ہے۔ تمام بعد میں آنے والے محدثین کا سلسلۂ سند امام اعظم ابوحنیفہؒ کے تلامذہ پر ختم ہوتا ہے۔ فقہ میں امام مالکؒ بھی امام صاحبؒ کی فقہ پر فتویٰ دیتے رہے۔ امام شافعیؒ نے امام محمدؒ سے اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا۔ امام احمدؒ نے حدیث وفقہ میں امام صاحبؒ کے تلامذہ سے کسب فیض فرمایا۔ امام بخاریؒ نے بھی فقہ حنفی سے استفادہ فرمایا۔

فلعنة ربنا أعداد رمل
علیٰ من رد قول أبی حنیفة

ترجمہ وتشریح:

امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: اس پر ریت کے ذروں کے برابر لعنت ہو جو امام ابوحنیفہؒ کے ان فتاویٰ شرعیہ کو رد کرے جو آپ نے کتاب وسنت سے اخذ کئے ہیں، کیونکہ فتاویٰ شرعیہ کو رد کرنے والا خدا کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے، اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو فتاویٰ شرعیہ کو حقیر سمجھ کر رد کر دیتے ہیں۔ آج کل بھی جیسے بعض لوگ کتاب وسنت کے احکام کو مولوی کا مسئلہ یا ملا ازم کہہ کر رد کر دیتے ہیں، اگر چہ وہ بظاہر نام مولوی اور ملا کا لیتے

ہیں لیکن دراصل احکام کتاب وسنت کو رد کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ میں نعیم بن حماد وغیرہ چند ایسے لوگ تھے جو امام اعظمؒ کے خلاف جھوٹے الزام تراشتے اور ضد میں اتنے آگے نکل گئے تھے کہ فقہ حنفی کے خلاف جھوٹی حدیثیں بناتے تھے۔ جو شخص دین میں جھوٹی حدیثیں بنائے اور کتاب وسنت کے صحیح مسائل کو قولِ امام کہہ کر رد کرے، وہ کس طرح رحمت کا مستحق ہوسکتا ہے؟ ورنہ آپ سے محض اختلافِ فہم رکھنے والے اس شعر کے مصداق نہیں۔

امام بخاریؒ کے شاگرد محدث ابوعمر بن خفاف اپنے استاذ امام بخاریؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ سے بیس (۲۰) گنا زیادہ حدیث دان تھے۔ جو شخص امام بخاریؒ کے متعلق ذرہ بھر بات کرے اس پر ایک ہزار لعنت (تہذیب التہذیب)۔ غیر مقلد حضرات سے پرسوز اپیل ہے کہ تم لوگ اگر امام عبداللہ بن مبارکؒ کا شعر ہر کتاب اور ہر تقریر میں بیان کرتے ہو، ہر طالب علم کو رٹواتے ہو تو محدث خفاف کی عبارت بھی رٹواؤ۔ اس کو صرف محدث خفاف کی عقیدت نہیں بلکہ محدثین کا عقیدہ کہو۔ پھر امام مسلمؒ نے جو کچھ امام بخاریؒ کے متعلق فرمایا ہے، اس پر فتوے چسپاں کرو کہ امام مسلمؒ، امام حاکمؒ، امام ذہلیؒ کی متعلق محدثین کا کیا عقیدہ ہے؟ خود مؤلف نے لکھا ہے کہ بخاری پر اعتراض تو کوئی بد بخت ہی کرسکتا ہے (ص ۵)۔ اب ظاہر ہے کہ ان لعنتوں اور بد بختیوں کا مستحق وہی شخص ہے جو امام بخاریؒ کے خلاف از راہ بغض وعناد زبان درازی کرے نہ کہ وہ لوگ جنہوں نے دیانت داری سے امام بخاریؒ سے علمی اختلاف کیا۔ مثلاً:

۱...... امام مسلمؒ نے مقدمہ صحیح مسلم میں امام بخاریؒ سے سخت اختلاف کیا ہے۔

۲...... ابن ابی حاتم کے والد جن کو مؤلف نے امام الجرح والتعدیل لکھا ہے (ص ۷) انہوں نے ایک مستقل کتاب میں امام بخاریؒ کے تاریخی اوہام کو جمع فرمایا ہے۔

۳...... اسی طرح علامہ ابن جوزیؒ نے امام بخاریؒ پر کئی علمی اعتراض کئے ہیں۔

۴...... امام حاکمؒ نے بخاریؒ پر استدراک کیا ہے۔

۵...... امام بخاریؒ معاصرت کی بجائے لقاء کو شرط قرار دیتے ہیں، جمہور محدثین نے ان

کی بات کورد کر دیا ہے۔

۶.......... امام بخاریؒ حسن حدیث کو حجت نہیں سمجھتے، جمہور علماء ان سے اتفاق نہیں رکھتے۔

۷.......... امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بیوی سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں لیکن امت کا اجماع اس کے خلاف ہے۔

۸.......... امام بخاریؒ صحیح بخاری ص ۲۸ پر فرماتے ہیں: لا یمسح علی النعلین۔ ''جوتوں پر مسح جائز نہیں'' اور مؤلف نے پورا رسالہ اس کے خلاف لکھ مارا ہے، رسالے کا عنوان ہی پڑھ لیجئے۔

۹.......... امام بخاریؒ کتے کو پاک کہتے ہیں (حاشیہ بخاری ص ۲۹)۔ جبکہ مؤلف جلد مدبوغ کا بھی خاکہ اڑا رہا ہے۔

۱۰.......... صحیح بخاری میں ہے کہ جس مرد، عورت پر غسل فرض ہے وہ قبل غسل قرآن پاک کی تلاوت کر سکتے ہیں۔

۱۱.......... بخاری میں گندگی پر نماز کا جواز مذکور ہے، جس پر آپ کا عمل نہیں۔

۱۲.......... بخاری میں بیوی کی دبر زنی کو قرآنی حکم کہا گیا ہے، خدا جانے مؤلف اس رخصت پر عمل نہ کرنے والوں کو بھی وہی ۲۲ گالیاں سنائیں گے۔

## ہدایہ شریف:

مؤلف نے قرآن پاک میں تحریفات کیں، احادیث کی اسانید ومتون میں چور بازاری کو روا رکھا، ائمہ مذاہب کے دروازوں پر کاسہ گدائی لے کر حاضر ہوا، مقلدین سے بھیک مانگی لیکن جس در پر گیا وہاں سے ناکام لوٹا، آخر اپنی جبلی عادت اشتعال انگیزی پر اتر آیا۔ یہودانہ قطع وبرید کر کے ہدایہ سے حوالہ نقل کیا، پھر بڑے طمطراق سے لکھا ہے: ''یہ حوالہ اس مقدس کتاب کا ہے جسے بعض غالی حنفی قرآن پاک کے برابر جانتے ہیں''

الهداية كالقرآن قد نسخت

ما صنفوا قبلها في الشرع من كتب

ہدایہ قرآن پاک کی طرح ہے۔اس نے شریعت کی سابقہ کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے (العیاذ باللہ)۔کیا اب بھی ہدایہ شریف کو ماننے سے انکار ہوسکتا ہے۔دیدہ باید (ص ۱۵)

## الجواب:

جناب من ہم ہدایہ کا انکار نہیں کرتے۔ہدایہ لے آئیں،اگر اس میں باریک رقیق جرابوں پر مسح کا جواز دکھادیں تو ہم آپ کو دس ہزار روپے انعام دیں گے۔کیا دنیا میں کوئی باغیرت غیر مقلد ہے جو اپنے بازاری امام کو ہمارے سامنے لائے تاکہ ہم اس کی یہودیانہ تحریفات کا پردہ چاک کرسکیں۔رہا شعر کا ترجمہ تو اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔''بے شک ہدایہ نے ان کتابوں سے بے نیاز کر دیا ہے جن کو فقہاء نے اس سے پہلے تصنیف کیا تھا جیسے قرآن پاک نے پہلی کتابوں کو منسوخ کر کے ان سے بے نیاز کر دیا ہے۔''

## پہلی خیانت:

مولوی صاحب نے پہلی بے ایمانی تو یہ کی کہ شعر میں صنفوا کا لفظ ہے جس کا معنی تصنیف کرنا ہے،اس لفظ کا ترجمہ مولوی صاحب نے نہیں کیا کیونکہ اس کا ترجمہ کرنے سے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہتی تھی۔قرآن پاک کسی کی تصنیف نہیں بلکہ تنزیل ہے۔کتب احادیث کے مجموعے بھی تصنیفات نہیں بلکہ تالیفات ہیں،ہاں کتب فقہ تصنیفات ہیں،اس شعر میں ہدایہ کی برتری کتبِ فقہ پر ظاہر کی گئی ہے۔

## دوسری خیانت:

نسخ کا معنی کسی کے خاتمہ کی مدت بتانا ہوتا ہے۔ہدایہ کی تصنیف سے پہلے کئی فقہ کی کتابیں داخل نصاب تھیں۔ہدایہ جیسی جامع کتاب کو ایسا قبول عام حاصل ہوا کہ تمام دنیا کے مدارس میں نصاب فقہ کی آخری کتاب کا مقام اس کو نصیب ہوا۔ہدایہ کے بعد کسی کتاب کو داخل نصاب کرنے کی ضرورت نہیں جو ہدایہ کے بعد پڑھائی جا سکے اور ہدایہ کو نصاب

کے آخری درجہ میں ایسا قبول عام حاصل ہوا کہ حنفی مدارس سے گزر کر غیر مقلدین کے ہاں بھی فقہ کی آخری کتاب ہدایہ ہی داخل نصاب ہے۔ بلکہ امریکہ، برطانیہ وغیرہ میں لاء کالجوں میں بھی ہدایہ داخل نصاب ہے۔ جس طرح قرآن پاک کے آنے سے پہلے تورات، زبور، انجیل داخل نصاب تھیں لیکن قرآن پاک نے ان سے بالکل بے نیاز فرمادیا، اب ہر جگہ قرآن پاک ہی کو قبول عام ہوا ہے۔ منسوخ کا معنی یہاں مٹانا نہیں ہے کیونکہ ہدایہ نے خود سارا مواد کتب سابقہ سے ہی لیا ہے۔

## تیسری خیانت:

بہتانی مولوی صاحب نے کالقرآن کی تشبیہ کو برابری کے معنی میں لیا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ محدث ابوشامہ نے علامہ شاطبی کے متعلق یہ فرمایا ہے:

رایت جماعة فضلاء فازوا

برؤیة شیخ مصر شاطبی

و کلهم یعظمه و یثنی

کتعظیم الصحابة للنبی

"میں نے فضلاء کی جماعت کو دیکھا جو شیخ شاطبیؒ کی زیارت سے بامراد ہوئے، وہ سب اس کی ایسی تعظیم کرتے تھے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی۔"

کیا مولوی صاحب محدث ابوشامہؒ کی اس عقیدت کو تمام محدثین کا عقیدہ بھی قرار دیں گے؟ آئندہ ہر غیر مقلد اپنی تحریر و تقریر میں شاطبی کالنبی شاطبی محدثین کا نبی، شاطبی نبی کے برابر کا معاذ اللہ راگ الاپے گا؟

## آخری گزارش:

ہم نے پمفلٹ کے آخر میں عوام اہل حدیث (غیر مقلدین) سے استدعا کی تھی کہ اگر آپ کے دل و دماغ قرآن و سنت کی پیروی سے سرشار ہیں تو جرابوں پر مسح چھوڑ

دیں، ایسا کرنا قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہے اور آپ کے بزرگ علماء کے فتاوی سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ بفضلہ اس اپیل کا خاصا اچھا اثر ہوا، چنانچہ ہمارے علم میں ہے کہ بہت سے اہل حدیث (غیر مقلدین) احباب نے اپنے بزرگوں کے فتاوی سے متاثر ہو کر جرابوں پر مسح کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مولوی صاحب جیسی ذہنیت کے مالک سے ایسی امید لگانا ایک فضول بات ہوگی مگر جماعت کے عام دوستوں سے مکرر عرض ہے کہ قرآن وسنت کے حقائق سے آگاہ ہونے کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ آپ ایک غلط روش پر چلتے رہیں اور اپنے ہی اکابر کے بیانات کی پیروی کو تقلید اور گمراہی کا عنوان دے کر دور بھاگ جائیں مگر اصاغر کے پھیلائے ہوئے جال میں ہمیشہ کے لئے پھنس کر رہ جائیں۔